احیاء المیّت بفضائل اہل البیت[ع]

(فضائل اہلبیت[ع] احیاء میت)

علامہ شیخ جلال الدین سیوطی[۹۱۱ـ۸۴۹ھ]

تصحیح وحاشیہ:شیخ محمد کاظم فتلاوی شیخ محمد سعید طریحی

ترجمہ و مقدمہ : محمد منیر خان ہندی لکھیم پوری

مجمع جہانی اہل البیت علیہم السلام

جب آفتاب عالم تاب افق پر نمودار ہوتا ہے کائنات کی ہر چیز اپنی صلاحیت و ظرفیت کے مطابق اس سے فیضیاب ہوتی ہے حتی ننھے ننھے پودے اس کی کرنوں سے سبزی حاصل کرتے اور غنچہ و کلیاں رنگ و نکھار پیدا کرلیتی ہیں تاریکیاں کافور اور کوچہ و راہ اجالوں سے پرنور ہوجاتے ہیں، چنانچہ متمدن دنیا سے دور عرب کی سنگلاخ وادیوں میں قدرت کی فیاضیوں سے جس وقت اسلام کا سورج طلوع ہوا، دنیا کی ہر فرد اور ہر قوم نے قوت و قابلیت کے اعتبار سے فیض اٹھایا۔

اسلام کے مبلغ و موسس سرور کائنات حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار حراء سے مشعل حق لے کر آئے اور علم و آگہی کی پیاسی اس دنیا کو چشمۂ حق و حقیقت سے سیراب کردیا، آپ کے تمام الٰہی پیغامات ایک ایک عقیدہ اور ایک ایک عمل فطرت انسانی سے ہم آہنگ ارتقائے بشریت کی ضرورت تھا، اس لئے ۲۳ برس کے مختصر عرصے میں ہی اسلام کی عالمتاب شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں اور اس وقت دنیا پر حکمراں ایران و روم کی قدیم تہذیبیں اسلامی قدروں کے سامنے ماند پڑگئیں، وہ تہذیبی اصنام جو صرف دیکھنے میں اچھے لگتے ہیں اگر حرکت و عمل سے عاری ہوں اور انسانیت کو سمت دینے کا حوصلہ، ولولہ اور شعور نہ رکھتے تو مذہبِ عقل و آگہی سے روبرو ہونے کی توانائی کھودیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ایک چوتھائی صدی سے بھی کم مدت میں اسلام نے تمام ادیان و مذاہب اور تہذیب و روایات پر غلبہ حاصل کرلیا۔

اگرچہ رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ گرانبہا میراث کہ جس کی اہل بیت علیہم السلام اور ان کے پیرووں نے خود کو طوفانی خطرات سے گزار کر حفاظت و پاسبانی کی ہے، وقت کے ہاتھوں خود فرزندان اسلام کی بے توجہی اور ناقدری کے سبب ایک طویل عرصے کے لئے تنگنائیوں کا شکار ہوکر اپنی عمومی افادیت کو عام کرنے سے محروم کردئی گئی تھی، پھر بھی حکومت و سیاست کے عتاب کی پروا کئے بغیر مکتب اہل بیت علیہم السلام نے اپنا چشمۂ فیض جاری رکھا اور چودہ سو سال کے عرصے میں بہت سے ایسے جلیل القدر علماء و دانشور دنیائے اسلام کو تقدیم کئے جنھوں نے بیرونی افکار و نظریات سے متاثر اسلام و قرآن مخالف فکری و نظری موجوں کی زد پر اپنی حق آگین تحریروں اور تقریروں سے مکتب اسلام کی پشتپناہی کی ہے اور ہر دور اور ہر زمانے میں ہر قسم کے شکوک و شبہات

کا ازالہ کیا ہے، خاص طور پر عصر حاضر میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد ساری دنیا کی نگاہیں ایک بار پھر اسلام و قرآن اور مکتب اہل بیت علیہم السلام کی طرف اٹھی اور گڑی ہوئی ہیں، دشمنان اسلام اس فکری و معنوی قوت واقتدار کو توڑنے کے لئے اور دوستداران اسلام اس مذہبی اور ثقافتی موج کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑنے اور کامیاب و کامراں زندگی حاصل کرنے کے لئے بے چین وبے تاب ہیں،یہ زمانہ علمی اور فکری مقابلے کا زمانہ ہے اور جو مکتب بھی تبلیغ اور نشر و اشاعت کے بہتر طریقوں سے فائدہ اٹھاکر انسانی عقل و شعور کو جذب کرنے والے افکار و نظریات دنیا تک پہنچائے گا،وہ اس میدان میں آگےنکل جائے گا۔

(عالمی اہل بیتؑ کونسل) مجمع جہانی بیت علیہم السلام نے بھی مسلمانوں خاص طور پر اہل بیتؑ عصمت و طہارت کے پیرووں کے درمیان ہم فکری و یکجہتی کو فروغ دینا وقت کی ایک اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے اس راہ میں قدم اٹھایا ہے کہ اس نورانی تحریک میں حصہ لے کر بہتر انداز سے اپنا فریضہ ادا کرے، تاکہ موجودہ دنیائے بشریت جو قرآن و عترت کے صاف و شفاف معارف کی پیاسی ہے زیادہ سے زیادہ عشق و معنویت سے سرشار اسلام کے اس مکتب عرفان و ولایت سے سیراب ہو سکے، ہمیں یقین ہے عقل و خرد پر استوار ماہرانہ انداز میں اگر اہل بیتؑ عصمت و طہارت کی ثقافت کو عام کیا جائے اور حریت و بیداری کے علمبردار خاندان نبوتؐو رسالت کی جاوداں میراث اپنے صحیح خدو خال میں دنیا تک پہنچادی جائے تو اخلاق و انسانیت کے دشمن، انانیت کے شکار، سامراجی خوں خواروں کی نام نہاد تہذیب و ثقافت اور عصر حاضر کی ترقی یافتہ جہالت سے تھکی ماندی آدمیت کو امن و نجات کی دعوتوں کے ذریعہ امام عصر (عج) کی عالمی حکومت کے استقبال کے لئے تیار کیا جاسکتا ہے۔

ہم اس راہ میں تمام علمی و تحقیقی کوششوں کے لئے محققین و مصنفین کے شکر گزار ہیں اور خود کو مؤلفین و مترجمین کا ادنیٰ خدمتگار تصور کرتے ہیں، زیر نظر کتاب، مکتب اہل بیت علیہم السلام کی ترویج و اشاعت کے اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، اہل سنت والجماعت کے جلیل القدر عالم دین علامہ جلال الدین سیوطی کی گرانقدر کتاب ''احیاء المیت بفضائل اہل البیت'' ،اصل فاضل جلیل عالیجناب مولانا محمد منیر خان لکھیم پوری ہندی نے اردو زبان میں اپنے ترجمہ و مقدمہ سے آراستہ کیا ہے جس کے لئے ہم دونوں کے

شکر گزار ہیں اور مزید توفیقات کے آرزومند ہیں، اسی منزل میں ہم اپنے تمام دوستوں اور معاونین کا بھی صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنھوں نے اس کتاب کے منظر عام تک آنے میں کسی بھی عنوان سے زحمت اٹھائی ہے، خدا کرے کہ ثقافتی میدان میں یہ ادنیٰ جہاد رضائے مولیٰ کا باعث قرار پائے۔

والسلام مع الاکرام

مدیر امور ثقافت، مجمع جہانی اہل بیت[ص]

فہرست مطالب

مقدمہ: ۱۰

متون احادیث کی تفتیش ۱۹

نتیجہ: ۲۳

پہلی حدیث: ۴۱

دوسری حدیث: ۴۱

تیسری حدیث: ۴۳

چوتھی حدیث: ۴۴

پانچویں حدیث: ۴۵

چھٹی حدیث: ۴۶

ساتویں حدیث: ۴۷

آٹھویں حدیث: ۴۸

نویں حدیث: ۴۸

دسویں حدیث: ۴۹

گیارہویں حدیث: ۵۰

بارہویں حدیث: ۵۱

تیرہویں حدیث: ۵۱

چودھویں حدیث: ۵۲

پندرہویں حدیث: ۵۲

سولھویں حدیث: ۵۳

سترہویں حدیث: ۵۴

اٹھارہویں حدیث: ۵۴

انیسویں حدیث: ۵۵

بیسویں حدیث: ۵۶

اکیسویں حدیث: ۵۶

بائیسویں حدیث: ۵۷

تیئیسویں حدیث: ۵۸

چوبیسویں حدیث: ۵۸

پچیسویں حدیث: ۵۹

Translation Movement

چھبیسویں حدیث:.......... ۵۹

ستائیسویں حدیث:.......... ۶۰

اٹھائیسویں حدیث:.......... ۶۱

انیتسویں حدیث:.......... ۶۱

تیسویں حدیث:.......... ۶۲

اکتیسویں حدیث:.......... ۶۲

بتیسویں حدیث:.......... ۶۳

تینتیسویں حدیث:.......... ۶۳

چونتیسویں حدیث:.......... ۶۴

پینتیوسویں حدیث:.......... ۶۴

چھتیسویں حدیث:.......... ۶۵

سینتیسویں حدیث:.......... ۶۵

اڑتیسویں حدیث:.......... ۶۶

انتالیسویں حدیث:.......... ۶۶

چالیسویں حدیث:.......... ۶۷

اکتالیسویں حدیث: ٦٧

بیالیسویں حدیث: ٦٨

تینتالیسویں حدیث: ٦٨

چوالیسویں حدیث: ٦٩

پینتالیسویں حدیث: ٧٠

چھیالیسویں حدیث: ٧٠

سینتالیسویں حدیث: ٧١

اڑتالیسویں حدیث: ٧١

انچاسویں حدیث: ٧٢

پچاسویں حدیث: ٧٢

اکیاونویں حدیث: ٧٣

باونویں حدیث: ٧٣

ترپنویں حدیث: ٧٤

چونویں حدیث: ٧٤

پچپنویں حدیث: ٧٥

چھپنویں حدیث: ۷۵

ستاونویں حدیث: ۷٦

اٹھاونویں حدیث: ۷۷

انسٹھویں حدیث: ۷۸

ساٹھویں حدیث: ۷۹

کتاب کے مدارک و مآخذ ۸۰

نهضة ترجمة
Translation Movement

مقدمہ:

۱۔ کچھ اس رسالہ کے بارے میں الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی سیدنا رسول اللہ (ص) وآلہ الامناء واللعنۃ الدائمۃ علی اعدائہم ومنکری فضائلہم من الآن الیٰ یوم لقاء اللہ، وبعد: نُسرُّ ان نقدم الیوم الی القراء الکرام اثرا نفیساً وکنزا ثمیناً فی فضائل اہل البیت (وان کان فضائلہم لا تعد ولا تحصٰی کما شہدت بہ اعدائہم والفضل ما شہدت بہ الاعداء) اما بعد: مفاد حدیث ثقلین [1] کے مطابق نبی اکرم ﷺ نے اسلامی امت کی راہنمائی کیلئے دو گرانقدر چیزیں چھوڑیں: قرآن اور اہل بیتؑ،

اگر مسلمانوں نے ان دونوں سے تا قیامت تمسک بر قرار رکھا تو ہدایت یافتہ، اور اگر ان میں سے کسی ایک کو بھی چھوڑ دیا تو پھر گمراہی اور ضلالت کے علاوہ کچھ نصیب نہ ہو گا ،لہٰذا حدیث کی رو سے تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ ایسی راہ اختیار کریں جو قرآن و اہل بیت پر منتہی ہوتی ہو،

یہی وجہ ہے کہ اس حدیث کے مد نظر مسلمانوں کا ہر فرقہ اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ وہ اس بات کو ظاہر کرے کہ ہم ہی نبی کی مذکورہ حدیث پر عمل پیرا ہیں ،اگر قرآن کی بات آتی ہے تو اپنے کو اہل قرآن بتاتا ہے اور اہل بیت کی بات آتی ہے تو ہر ایک کو اس بات کا یقین کرانے کی کوشش کرتا ہے کہ ہم ہی اہل بیت کے صحیح چاہنے والے ہیں، لیکن حقیقت کیا ہے؟ اس کو وہی سمجھ سکتا ہے جو بصیرت اور انصاف کے ساتھ تمام ان فرق و مذاہب کا تقابلی مطالعہ کرے جو اس بات کا دعوی کرتے ہیں، اس وقت حقیقت اس کے سامنے عیاں ہو جائے گی ۔

چنانچہ مسلمانوں کے مختلف فِرق و مذاہب کے علماء نے اس بات کو ثابت کرنے کیلئے کہ ہمارا فرقہ ہی قرآن کے ساتھ اہل بیت کو مانتا ہے، اہل بیت کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے تاکہ ثابت کر سکیں کہ ہم اہل بیت سے دور نہیں ہیں، ان میں امام احمد بن حنبل

---

[1] حدیث ثقلین وہ حدیث ہے جو علمائے اسلام کے نزدیک تواتر کی حد تک پہنچی ہوئی ہے ، یہاں تک اہل سنت کی مشہور و صحیح کتاب صحیح مسلم'' میں بھی زید بن ارقم سے نقل کی گئی ہے ،خود علامہ جلال الدین سیوطی نے اس کتاب میں اس کی جانب اشارہ کیا ہے ، جس کی تکمیل اسی کتاب کے حاشیہ میں کردی گئی ہے

اورنسائی قابل ذکر ہیں جنھوں نے اہل بیت کے فضائل میں '' المناقب'' نامی کتابیں لکھیں ، اسی طرح شیخ ابی الحسن علی بن ابی الرحمن ،ابی علی محمد بن محمد بن عبیدا للہ اور شیخ علی بن مؤدب بن شاکر کی کتابیں '' فضائل اہل بیت[ع]'' ہیں،اسی طرح ابی نعیم کی کتاب ''نزول القرآن فی مناقب اہل البیت[ع]'' یاجوینی حموی کی ''فرائد السمطین فی فضائل المرتضی والزہراء والسبطین ''نیز دار قطنی کی کتاب ''مسند زہراء '' یا ''مناقب خوارزمی''،مناقب مغازلی، جواہر العقدین سمہودی، تذکرۃ الخواص علامہ سبط ابن جوزی ،الفصول المھمہ؛ابن صباغ مالکی، ذخائر العقبی، محب الدین طبری ،نور الابصار ، شبلنجی ،ینابیع المودۃ،حافظ سلیمان ابن قندوزی،کوکب دری ، ملا صالح کشفی اورامام جلال الدین سیوطی ۔۔۔ وغیرہ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں جنھوں نے اہل بیت کے فضائل سے متعدد صفحات کو مزین فرما کر محبت اہل بیت کا ثبوت پیش کرنے کی کوشش کی،

ان کے علاوہ بہت سے علمائے اہل سنت ایسے ہیں جنھوں نے خصوصیت سے اس موضوع پر کتاب نہیں لکھی ہے لیکن اپنی کتابوں کے اندر دوسرے مباحث کے ساتھ فضائل اہل بیت کو نقل کیا ہے ،مثلاً صواعق محرقہ؛ ابن حجر ہیثمی ، مجمع الزوائد ، ہیثمی ،اور طبرانی کی تینوں کتابیں '' المعاجم '' اسی طرح مناوی کی کتاب ''کنوز الدقائق '' اور دیگر کتابیں ان سب کتابوں میں اہل بیت کے فضائل نقل کئے گئے ہیں۔

قارئین کرام!زیر نظر کتاب '' احیاء المیت بفضائل اہل بیت '' بھی اسی کوشش کا ایک سلسلہ ہے، کہنے کا مطلب یہ ہے کہ امام اہل سنت علامہ جلال الدین سیوطی نے اس کتاب کو لکھ کر پہل نہیں کی ہے بلکہ ان سے پہلے بھی علمائے اہل سنت اس موضوع سے متعلق متعدد کتابیں لکھتے آئے ہیں، جن سے آج بھی اسلامی کتب خانے پر ہیں ، البتہ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں علامہ موصوف نے اپنے ذوق کے مطابق اہل بیت کے فضائل سے متعلق ٦٠، احادیث جمع کی ہیں،اور اس کتاب میں ان مدارک اور مآخذ پر اعتماد کیا ہے جو اہل سنت کے یہاں معتبر اور اصح مدرک مانے جاتے ہیں منجملہ :

صحاح ستہ اور سنن سعید بن منصور ،اسی طرح ابن منذر ، ابن ابی حاتم ، ابن مردویہ اور محمد بن جریر طبری کی کتب تفاسیر اور طبرانی کی معجم کبیر و معجم اوسط ونیز عبد ابن حمید ، ابن ابی شیبہ اور مسدد وغیرہ کی کتابیں یا ابن عدی کی اکلیل اور ابن حبان کی صحیح و بیہقی کی شعب الایمان، حکیم ترمذی کی نوادر الاصول ،خلاصہ یہ کہ تاریخ ابن عساکر، تاریخ بخاری ، تاریخ بغداد خطیب ،افراد دیلمی ، حلیۃ الاولیاء ابو نعیم اور تاریخ حاکم ،ان سب کتابوں میں اہل بیت کے فضائل نقل ہوئے ہیں،

بہرکیف اگرچہ علامہ کی یہ کتاب حجم کے لحاظ سے ایک کتابچہ ہے لیکن مدرک اور منابع کے لحاظ سے بہت اہمیت رکھتی ہے،البتہ اس کی بیسویں حدیث میں عمر ابن خطاب کے ساتھ بنت علی ـ کی تزویج کا جو بیان آیا ہے وہ جزء حدیث نہ ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہیں ہے، کیونکہ اسے علمائے اہل تشیع اور محققین اہل سنت نے رد کیا ہے، بہر حال علامہ جلال الدین سیوطی کا یہ رسالہ کئی مرتبہ چھپ چکا ہے، لاہور پاکستان میں ١٨٩٣ء میں چند رسالوں کی ضمن میں چھپا ۔

قارئین کرام! جب یہ رسالہ ناچیز کے قلم سے ترجمہ ہوکر چھپنے کیلئے آمادہ تھا اس وقت ایک صاحب کے ذریعہ اسی طرح شہر فاس (مراقش) میں ١٣١٦ھ میں چھپ چکا ہے،

اور ایک مرتبہ جونپور ہندوستان سے شائع ہوا، اسی طرح کتاب ''الاتحاف بحب الاشراف'' مؤلفہ عبد اللہ شبراوی، کے حاشیہ پر قاہرہ ١٣١٦ ہجری میں شائع ہوا ، پھر کتاب '' العقیلۃ الطاہرہ زینب بنت علی ''مؤلفہ احمد فہمی محمد، کے ساتھ ٢٣ـ١٤ صفحات تک منظر عام پر آئی، لیکن افسوس کہ ان تمام ایڈیشنوں میں اس کتاب کے بارے میں کوئی تحقیقی کام انجام نہیں دیا گیا تھا ،

الحمد للہ شیخ محمد کاظم فتلاوی اور شیخ محمد سعید طریحی کی تحقیق و تصحیح کے بعد اب یہ کتاب اہل تحقیق کے لئے ایک دائرۃ المعارف کی حیثیت رکھتی ہے،

آپ حضرات نے اس کے تمام اصلی اور مشابہ مدارک و منابع ذکر کرکے اس کتاب کی کمی کو دور کر دیا ہے، نیز مناسب مقامات پر احادیث کے ناقلین کے مختصر حالات بھی قلمبند کردئے ہیں،بہر حال علامہ جلال الدین سیوطی کی یہ مختصر خدمت قابل قدر ہے،اہل بیتؑ کی شان والا میںآپ کے قلم سے اتنا ہی صفحہ قرطاس پر آجانا کافی اہمیت رکھتا ہے ۔

رسالہ کی تحقیق : شیخ محمد طریحی نے کتاب احیاء البیت کے جن نسخوں کو مد نظر رکھتے ہوئے تحقیق کی ہے ان میں ایک نسخہ پیر محمد شاہ لائبریری گجرات ہندوستان میں موجود ہے،

اور دیگر نسخے جن کو مد نظر رکھتے ہوئے تحقیق کی ہے وہ ظاہریہ لائبریری دمشق شام میں موجود ہیں،ان میں سے پہلے نسخہ کا اندراج نمبر ۵۲۹۶ ہے،اور جن رسالوں کے ساتھ یہ شائع ہوا ہے ان کے صفحہ ۱۱۸ سے ۱۲۱تک یہ مرقوم ہے،اس کو ابراہیم بن سلمان بن محمد بن عبد العزیز الحنفی نے لکھا ہے،اس کی تاریخ اختتام ۴ہ شعبان المعظم ۸۷۶ھ ہے ۔

علم حاصل ہوا کہ اس کا اردو ترجمہ فخر المحققین جناب نجم الحسن کراروی کے ہاتھوں پچھتر سال پہلے شائع ہو چکا ہے، چنانچہ اس اطلاع کے ملتے ہی بندے نے اس کی اشاعت کو ملتوی کرنے کا فیصلہ کیا اور اس تک و دو میں لگ گیا کہ آیا موصوف کا ترجمہ کیسا ہے ؟ بڑی تلاش و جستجو کے بعد یہ ترجمہ دستیاب ہوا تو اس کو ملاحظہ کرنے کے بعد اس بات کا اندزہ ہوا کہ مولانا موصوف نے اس میں صرف متن احادیث کا ترجمہ کیا ہے لیکن بندے نے جس کا ترجمہ کیا ہے اس میں شیخ محمد کاظم فتلاوی اورشیخ محمد سعید طریحی جیسے بزرگ اساتذہ کی تحقیق و تصحیح بھی شامل ہے جو ہمارے ترجمہ کو علامہ نجم الحسن صاحب کے ترجمہ کے مقابلہ میں ممتاز کرتی ہے، نیز اس کے مقدمہ میں عقد ام کلثوم کے افسانہ پر سیر حاصل تحقیقی و تنقیدی بحث بھی شامل کردی گئی ہے .

دوسرا نسخہ ،اوردیگر رسائل جو (۱۴۷۱)صفحات پر مشتمل ہیں ان کے ساتھ ۸۴ سے ۹۱ صفحہ تک مشتمل ہے،اور ان کا ناسخ : عثمان بن محمود بن حامد ہیں، جس کی سال اشاعت : ۸۱۷ھ ہے ۔

شیخ فتلاوی نے بھی انھیں دو نسخوں کو مد نظر رکھتے ہوئے تحقیق فرمائی ہے جو ظاہریہ لائبریری میں موجود ہیں [1]۔

رسالہ کی وجہ تسمیہ: علامہ موصوف سے قبل کسی بھی شخص نے اہل بیت کے فضائل سے متعلق اس نام کا انتخاب نہیں کیا ہے، لیکن اس کے بعد علامہ صدیق حسن بن حسن بخاری کنوجی (یوپی) ہندی (۱۲۴۸ھ ہجری۔ ۱۳۰۷ھ ۔ ۱۸۳۲ء ۱۸۸۹ء) نے: ''احیاء المیت بذکر مناقب اہل البیت'' نامی کتاب لکھی جو ابھی تک نہیں چھپی ہے، بہر حال علمائے لغت نے لفظ میت (با تشدید و جزم) کے معنی میں اختلاف کیا ہے

چنانچہ استاد صبحی الصام نے اس بارے میں چند اقوال ذکر کے نتیجہ اخذ کیا ہے کہ لفظ میت تشدید کے ساتھ ہو یا جزم کے ساتھ دونوں کے معنی ایک ہیں یعنی وہ شخص جو مر چکا ہو، اسی قول کی تائید و تصدیق فراء، خلیل اور ابوعمرو جیسے نحویوں کے قول سے بھی ہوتی ہے، لہٰذا اس نظریہ کے برخلاف صاحب ''القاموس'' اور صاحب ''تاج العروس'' کا قول صحیح نہیں ہے۔

۲۔ عقد ام کلثوم کا افسانہ اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں کہ جس قوم کی تاریخ صدیوں بعد لکھی جائے گی اس میں غلط واقعات، فرسودہ عقائد اور مہمل باتیں زر خرید راویوں کے حافظے سے صفحۂ قرطاس پر منتقل ہوتے ہوتے حقیقت کا روپ دھار لیتے ہیں، کیونکہ ان حالات میں اکثر اصل واقعات مسخ ہو جاتے ہیں، بلکہ اہل قلم کے کردار اور قلم کی رفتار پر وقتی مصلحتوں کی حکومت ہوتی ہے، جس کی بنا پر ایسے ایسے افراد بھی غلط فہمی کا شکار ہوجاتے ہیں، جن کے بارے میں ہم سوچ بھی نہیں سکتے مثلاً آپ علامہ جلال الدین سیوطی کو ہی لے لیجئے، آپ کا علمائے اہل سنت کے محققین میں شمار ہوتا ہے، آپ نے نت نئے موضوعات پر قلم اٹھایا ہے، لیکن جب بیسویں حدیث کہ جس میں حضرت عمر کی بنت علی ۔ سے شادی کا تذکرہ ہوا ہے، نقل کیا، تو بغیر کسی تنقید و تبصرہ کئے گزر گئے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ اس واقعہ کو قبول کرتے تھے، جبکہ آپ نے اس رسالہ کو اہل بیت[ع] کے فضائل و مناقب میں لکھا

[1] حق کے متلاشی حضرا ت کیلئے احیاء ا لمیت کا قدیم نسخہ جو ہندوستان اور دمشق شام سے چھپا ہے اس کی زیراکس کاپی اسی کتاب میں منسلک کردی گئی ہے ۔ مترجم

ہے،لیکن اس بات سے غافل رہے ہیں کہ اس روایت سے خاندان رسالتمآب کی توہین ہوتی ہے ، چنانچہ اہل تشیع اور محققین اہل سنت نے اسے رد فرمایا ہے، جیسے امام بیہقی ، دار قطنی اور ابن حجر مکی اپنی کتابوں میں کہتے ہیں : یہ واقعہ غلط ہے ، کیونکہ حضرت علیؑ نے اپنی صاحبزادیوں کو اپنے بھتیجوں سے منسوب کر رکھا تھا ،چنانچہ جب حضرت عمر ام کلثوم سے رشتہ لے کر گئے تو آپ نے کہا : ان کا رشتہ میں اپنے بھتیجوں سے طے کر چکا ہوں،یا امام ابن ماجہ اور ابن داؤد کہتے ہیں: ام کلثوم دو تھیں ، ام کلثوم بنت راہب اور ام کلثوم بنت علیؑ،ان کی شادی محمد ابن جعفر طیار سے ہوئی ، اور ام کلثوم بنت راہب کے بارے میں تاریخ سے ثابت ہوا ہے کہ یہ عمر کی زوجیت میں تھیں ۔

بہر کیف قارئین کی معلومات کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم اس مسئلہ پر اختصار کے طور پر یہاں روشنی ڈالتے ہیں تاکہ یہ بات یقینی طور پر ثابت ہوجائے کہ علامہ جلال الدین سیوطی کی ذکر کردہ روایت کذب پر محمول ہے ،اور علامہ اس سلسلے میں ایک بے سروپا افواہ کے شکار ہوئے ہیں :

جناب ام کلثوم بنت علی ابن ابی طالب ـ کی عمر ابن خطاب سے شادی کا ہونا یا پھر خلیفہ کی منگنی ہونا، اس سلسلہ میں متعدد اقوال پائے جاتے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے :

۱ـ بعض علماء کا نظریہ یہ ہے کہ ام کلثوم حضرت علی ـ کی صاحبزادی نہیں تھیں بلکہ یہ ام کلثوم وہ ہیں جن کی حضرتؑ نے پرورش کی تھی .

۲ـ بعض علماء کا کہنا ہے کہ یہ شادی انجام کو نہیں پہونچی تھی بلکہ عمر نے صرف شادی کرنے کی خواہش کی تھی جسے حضرت علیؑ نے قبول نہیں کیا ـ

۳۔ بعض لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ عقد نکاح باقاعدہ ہوگیا تھا لیکن رخصتی نہیں ہوئی تھی جس کی بنا پر عمر نا مراد ہی دنیا سے رخصت ہوئے ۔

۴۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت علی ۔ نے راضی و خوشی کے ساتھ ام کلثوم کی شادی خلیفہ سے کردی تھی اور رخصتی بھی ہوگئی تھی ۔

۵ ۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت ۔ نے خلیفہ کے جبر و اکراہ کی بنا پر ام کلثوم کی شادی عمر کے ساتھ کر دی تھی ۔

اس کے علاوہ بھی بہت سے اقوال ہیں جو آیندہ مباحث کے ضمن میں آئیں گےبعض اہل سنت بحث امامت میں اس واقعہ سے استدلال پیش کرتے ہیں کہ جناب ام کلثوم کی خلیفہ سے شادی ہونا اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ امام علی ۔ اور خلیفہ کے درمیان روابط بالکل ٹھیک ٹھاک تھے اور آپس میں کوئی رنجش نہیں تھی،بلکہ حضرت علی ۔ حضرت عمر کی خلافت کی تائید کرتے تھے،یہی وجہ ہے کہ آپ نے عمر سے اپنی لڑکی بیاہ دی،چنانچہ باقلانی نے اس واقعہ سے اسی بات کا استدلال کیا ہے !

مذکورہ واقعہ سے متعلق روایات جن وجوہات جن کی بنا پر یہ مسئلہ پیچیدہ سے پیچیدہ تر ہوتا گیا وہ یہ ہیں کہ شیعہ اور اہل سنت دونوں نے اس واقعہ کو اپنی حدیث کی کتابوں میں نقل کیا ہے ،البتہ اس واقعہ کو اہل سنت نے تفصیل اور بڑی شدو مد کے ساتھ نقل کیا ہے ،لیکن شیعوں نے اس کو یا تو مجمل اور ضعیف یا پھر اہل سنت سے حکایت یا الزام خصم کے طور پر نقل کیا ہے،جس سے بعض نا فہم اہل سنت کا دعوی ہرگز ثابت نہیں ہوتا ،بہر حال ہم یہاں ان روایات کو نقل کرکے جن میں اس مسئلہ کا بیان ہوا ہے تحقیق کرتے ہیں:

۱ ۔ ابن سعد کہتے ہیں : عمر ابن خطاب نے ام کلثوم بنت علی ۔ سے اس وقت شادی کی جبکہ ابھی وہ بالغ بھی نہیں ہوئی تھیں ،اور شادی کے بعد وہ عمر کے پاس ہی تھیں کہ عمر کا قتل ہوگیا ،اور آپ کے بطن سے دو بچے زید اور رقیہ نام کے پیدا ہوئے[1]۔

[1] طبقات ابن سعد ج۸ ، ص ۴۶۲.

۲۔ حاکم نیشاپوری اپنی سند کے ساتھ علی ابن حسین ۲۲۸ سے نقل کرتے ہیں: عمر ابن خطاب ام کلثوم بنت علی،سے شادی کرنے کی غرض سے حضرت علی ۔ کے پاس آئے ، اور اپنی خواہش کو حضرت کے سامنے پیش کیا ،حضرت علی ۔ نے کہا : میں نے اس کواپنے بھتیجے عبد اللہ ابن جعفر سے منسوب کیا ہوا ہے، عمر نے کہا :آپ کو اس کی شادی میرے ساتھ ہی کرنا ہوگی، چنانچہ حضرت علی ۔ نے جناب ام کلثوم کی شادی عمر سے کردی، اس کے بعد عمر مہاجرین کے پاس آئے اور کہنے لگے : تم لوگ مجھے مبارک باد کیوں نہیں پیش کرتے ؟ سب نے پوچھا :کس بات کی مبارک بادی ؟ کہنے لگے : اس لئے کہ میں نے علی و فاطمہ کی بیٹی ام کلثوم سے شادی کی ہے،اور میں نے رسول ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: ہر سببی اور نسبی رشتہ روز قیامت منقطع ہوجائے گا سوائے میرے سببی اور نسبی رشتے کے ، اسی لئے میں چاہتا تھا کہ میرے اور رسول کے درمیان نسبی اور سببی رشتہ برقرار ہوجائے(اور وہ اب ہوگیاہے[1]) ۔

۳۔ بیہقی اپنی سند کے ساتھ علی ابن حسین ۲۲۸ سے نقل کرتے ہیں: حضرت عمر سے جب جناب ام کلثوم سے نکاح ہوگیا تو عمر مہاجرین کے پاس آکر اپنے لئے تبریک کے طالب ہوئے اس لئے کہ انھوں نے سن رکھا تھا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: ہر سببی اور نسبی رشتہ روز قیامت منقطع ہوجائے گا سوائے میرے سببی اور نسبی رشتے کے ، اسی لئے میں چاہتا تھا کہ میرے اور رسول ﷺ کے درمیان نسبی اور سببی رشتہ برقرار ہوجائے(اور وہ اب ہوگیاہے[2]) ۔

اس واقعہ کو اہل سنت کے دیگر مؤرخین نے بھی اپنی کتابوں میں لکھا ہے جیسے خطیب بغدادی، ابن عبد البر، ابن اثیر اور ابن حجر عسقلانی[3]۔تمام روایتوں کی جانچ پڑتال :

[1] مستدرک حاکم جلد ۳ ، ص ۱۴۲

[2] بیہقی ؛ سنن کبری جلد ۷، ص ۶۳۔

[3] تاریخ بغداد ، جلد ۶، ص ۱۸۲۔ الاستیعاب ج ۴،ص ۱۹۵۴۔ اسد الغابۃ جلد۵،ص ۶۱۴۔ الاصابۃ جلد ۴، ص۴۹۲۔

۱ (امام بخاری اور مسلم نے اپنی مشہور اور مہم کتابوں میں ان روایتوں کے ذکر کرنے سے اجتناب کیا ہے، چنانچہ بہت سی روایات ایسی ہیں جنھیں ان کتابوں میں نقل نہ ہونے کی وجہ سے ضعیف قرار دیا گیاہے، لہٰذا اہل سنت کو ان روایات پر بھی غور کرنا ہوگا ۔

۲ (جس طرح یہ حدیثیں صحاح ستہ میں نقل نہیں کی گئی ہیں، اسی طرح یہ روایتیں اہل سنت کی دیگر مشہور کتابوں میں بھی نقل نہیں ہوئی ہیں جیسے مسند احمد بن حنبل ۔

ہر روایت کی جدا جدا سند کے لحاظ سے چھان بین حاکم نیشاپوری نے اس واقعہ کو صحیح جانا ہے، لیکن ذہبی نے تلخیص المستدرک میں اس کی سند کو منقطع قرار دیا ہے، اسی طرح بیہقی نے اس کو مرسل کہا ہے، نیز بیہقی نے دوسری سندوں کے ساتھ بھی اس واقعہ کو نقل کیا ہے لیکن یہ سب سندیں ضعیف ہیں ۔

ابن سعد نے بھی ''الطبقات الکبری'' میں اس کی سند کو مرسل نقل کیا ہے، اور ابن حجر نے اصابہ میں اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے جس میں عبد الرحمن بن زید بن اسلم ہے،

لیکن اہل سنت کے اکثر علمائے رجال نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے اسی طرح اس سند میں عبد اللہ بن وہب ہے جس کی تضعیف کی گئی ہے [۲]۔

ابن حجر کہتے ہیں: یہ روایت دوسری سند کے ساتھ بھی نقل کی گئی ہے حس میں عطا خراسانی ہے لیکن اس کو امام بخاری اور ابن عدی نے ضعیف قرار دیا ہے [۳]۔

---

[۱] عقیلی ؛ الضعفاء ج ۲، ص ۳۳۱ ۔ ابن عدی؛ الکامل فی الضعفاء ج ۷، ص ۱۵۸۱۔
[۲] ابن عدی؛ الکامل فی الضعفاء ج۵، ص۳۳۷۔
[۳] الکامل ج ۷ ، ص ۶۹ ۔

خطیب بغدادی نے دوسری روایت جس سند کے ساتھ نقل کی ہے اس میں احمد بن حسین صوفی، عقبہ بن عامر جہنی اور ابراہیم بن مہران مروزی نظر آتے ہیں ان میں سے پہلے راوی کیلئے صراحت کے ساتھ کہا گیا ہے کہ یہ ضعیف ہے، اور دوسرا راوی معاویہ کے لشکریوں میں سے تھا، اور تیسرا مہمل ہے، اس تفصیل کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان روایتوں میں سے کوئی بھی روایت معتبر سند نہیں رکھتی۔

متون احادیث کی تفتیش

مختلف احادیث کے متون ملاحظہ کرنے کے بعد قابل اعتراض چند باتیں ظاہر ہوتی ہیں :

ا۔ ڈرانا اور دھمکانا بعض روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خواستگاری تہدید کے ساتھ تھی۔

ابن سعد نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی ۔ نے عمر کے جواب میں فرمایا وہ ایک چھوٹی لڑکی ہے، لیکن عمر نے جواب دیا کہ خدا کی قسم آپ کو حق نہیں کہ مجھے اس کام سے روکیں، میں اس کو جانتا ہوں کیوں نہیں تم اس کو میرے نکاح میں لاتے [1]؟ ابن مغازلی عمر سے نقل کرتے ہیں کہ عمر نے کہا: قسم خدا کی مجھے اس شادی کے اصرار پر کسی نے مجبور نہیں کیا مگر اس بنا پر کہ میں نے رسول ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا [2] اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام نے بہت زیادہ اصرار کرنے پر اس کام کو مجبوراً انجام دیا۔

۲۔ متن حدیث میں اضطراب و تزلزل عقد ام کلثوم کے بارے میں جتنی روایتیں نقل کی گئی ہیں وہ اپنے متن اور مضمون کے لحاظ سے مضطرب و متزلزل نظر آتی ہیں، اور یہ اضطراب و تزلزل ایسا ہے جو ان کو حجت اور معتبر ہونے سے ساقط کر رہا ہے، مثلاً بعض روایتوں میں اس طرح وارد ہوا ہے: حضرت علی ۔ خود اس عقد نکاح کے متولی تھے اور بعض میں آیا ہے کہ اس عقد کی ذمہ داری عباس کی حوالے تھی، اسی طرح بعض روایتوں میں آیا ہے کہ یہ عقد ڈرا اور دھمکا کے کیا گیا، بعض میں ہے کہ امیر المومنین۔ اس پر راضی تھے، اسی طرح بعض روایتوں میں ہے کہ عمر ان سے بچہ دار بھی ہوئے، ان میں سے ایک بچہ کا نام زید تھا، بعض کہتے ہیں کہ

---

[1] طبقات ابن سعد ج ۸، ص ۴۶۴ ۔
[2] مناقب امام علی ص ۱۱۰۔

عمر مباشرت کرنے سے پہلے ہی مر گئے تھے، اسی طرح کچھ روایتوں میں ہے کہ زید بن عمر نے اپنے بعد اپنی نسل بھی چھوڑی، بعض روایتوں میں آیا ہے کہ زید بن عمر نے کوئی نسل نہیں چھوڑی، بعض کہتے ہیں کہ زید اور ان کی ماں مار دئے گئے تھے، بعض میں ہے کہ زید کے مرنے کے بعد ان کی ماں زندہ تھیں، اسی طرح کچھ روایتوں میں ہے کہ عمر نے اس شادی میں چالیس ہزار درہم مہر رکھا تھا، کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ چار ہزار درہم تھا اس کثرت سے روایتوں میں اختلاف کا پایا جانا ان کے ضعیف ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

۳۔ حضرت ام کلثوم اور عمر کے سن میں تناسب نہیں تھا فقہاء حضرات بحث نکاح میں زوجین کا آپس میں کفو ہونا شرط جانتے ہیں چنانچہ اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے عمر اور ام کلثوم کے سن میں زمین وآسمان کا فرق نظر آتا ہے، کیونکہ ۹ھ میں جناب ام کلثوم پیدا ہوئیں، اس طرح ان کی عمر ۱۷ ہجری میں آٹھ یا نو برس ہوتی ہے جبکہ حضرت عمر اس وقت ستاون سال کے ہو رہے تھے، چنانچہ ابن سعد کہتے ہیں: علی ـ نے عمر سے کہا میری لڑکی ابھی صغیرہ ہے، (بعض روایتوں میں صبیہ کی لفظ آئی ہے، جس کے معنی وہ بچی جو بہت چھوٹی ہو[1]) کیا حضرت علی ـ کو ام کلثوم کیلئے کوئی رشتہ دستیاب نہیں ہو رہا تھا کہ ستاون سال کے بڈھے سے کر دیا؟!

۴۔ یہ ام کلثوم حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی تھی بعض تاریخ سے استفادہ ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر کی ایک لڑکی کا نام ام کلثوم تھا عمر نے اس سے شادی کرنے کی درخواست کی تھی جسے قبول کرلیا گیا تھا،

چونکہ ام کلثوم حضرت علی ـ کی بچی کا نام بھی تھا لہذا نام کی مشابہ ہونے کی وجہ سے بعض نا فہم لوگوں نے اسے ام کلثوم بنت علی کی طرف منسوب کردیا، چنانچہ ابن قتیبہ معارف میں لکھتے ہیں: جب عمر ام کلثوم بنت ابی بکر سے شادی کرنے کی درخواست عائشہ کی پاس لے کر گئے تو عائشہ نے اسے قبول کرلیا، لیکن ام کلثوم عمر کو پسند نہیں کرتی تھیں[2]۔

[1] طبقات ابن سعد ج ۶ ،ص ۳۱۲ ۔
[2] ابن قتیبه ؛ المعارف ص ۱۷۵۔

حضرت ابو بکر کی طرح حضرت عائشہ اور حضرت عمر کے درمیان وسیع تعلقات کا قائم ہونا اس احتمال کے قوی ہونے پر مزید دلالت کرتا ہے عمر ی موصلی اور عمر رضا کحالہ نے بھی اس واقعہ کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے[1]۔

۵۔ جرول کی بیٹی ام کلثوم بعض مؤرخین نے زید بن عمر کی ماں ام کلثوم بنت جرول خزاعی جانا ہے، لہٰذا اسم کے مشابہ ہونے کی وجہ سے ام کلثوم بنت علی لکھ دیا گیا، چنانچہ طبری کہتے ہیں: زید اصغر اور عبیداللہ (جو جنگ صفین میں معاویہ کے ساتھ مارے گئے) کی ماں ام کلثوم بنت جرول خزاعی تھی، جس کے درمیان اسلام نے عمر سے جدائی کروادی تھی[2] اکثر مؤرخین ام کلثوم بنت جرول اور عمر کے درمیان شادی زمانہ جاہلیت میں جانتے ہیں[3]۔

۶۔ام کلثوم بنت عقبہ ابن معیط بعض تاریخ سے استفادہ ہوتا ہے کہ یہ ام کلثوم بنت عقبہ بن معیط تھی۔

۷۔ ام کلثوم بنت عاصم بعض تاریخ سے استفادہ ہوتا ہے کہ یہ ام کلثوم بنت عاصم تھی۔

۸۔ام کلثوم بنت راہب امام ابن ماجہ اور ابن داؤد کے قول کے مطابق عمر کی شادی انھیں سے ہوئی تھی۔

۹۔عقد ام کلثوم شرعی معیار سے منافات رکھتا ہے عقد ام کلثوم سے متعلق روایات کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یا عمر شرعی مسائل سے بے خبر تھے یا پھر یہ واقعہ ہی جعلی اور گڑھا ہوا ہے،

جیسا کہ خطیب بغدادی نے نقل کیا ہے کہ قبل اس کے کہ عمر حضرت علی ۔ سے ام کلثوم سے شادی کی درخواست کرتے حضرت نے ام کلثوم سے کہا: جاؤ اپنی زینت کرو اور خوب سج دھج کر آؤ، جب وہ اپنا سنگار کرکے آئیں تو آپ نے ان کو عمر کے پاس بھیج دیا جب عمر نے ان کو دیکھا تو ان کی طرف لپکے اور اپنے ہاتھوں سے ان کی پنڈلیاں کھول دیں! اور کہنے لگے: اپنے بابا سے کہو

---

[1] عمر موصلی؛الروضۃ الفیحاء فی تواریخ النساء ص ۳۰۳۔ عمر رضا کحا لہ؛ اعلام النساء ج ۴ ،ص ۲۵۰۔
[2] تاریخ طبری ج ۳، ص ۲۶۹، کامل ابن اثیر ج ۳، ص ۲۸۔
[3] الاعصابہ ج ۴، ص ۴۹۱۔ صفوۃ الصفوۃ ص ۱۱۶۔ تاریخ المدینہ المنورۃ ج۲، ص ۶۵۹۔

میں راضی ہوں، جب ام کلثوم حضرت علی ۔ کے پاس آئیں توآپ نے کہا: عمر نے کیا کہا؟ کہنے لگیں: جب عمر نے مجھے دیکھا تو اپنی طرف بلایا،اور جب میں ان کے نزدیک گئی تو میرے بوسے لینے لگے اور جب کھڑی ہوگئی تو میری پنڈلیاں پکڑ لیں! لا حول ولا قوۃ الا باللہ ،اگر اس روایت کی تنقید کرنا مقصود نہ ہوتی تو ہم ہرگز ایسی رکیک اور توہین آمیز روایت نقل نہ کرتے، یہ واقعہ حضرت امیر المومنین ۔ کی غیرت سے بالکل سازگاری نہیں رکھتا،

حضرت علی،شادی سے پہلے کیسے اپنی لڑکی کا ہاتھ ایسے شخص کے حوالے کردیں گے جو شرعی حدود کی رعایت کرنا جانتا ہی نہ ہو،اسی وجہ سے سبط ابن جوزی اس واقعہ کو اپنے جد صاحب ''المنتظم'' سے نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: یہ واقعہ بہت قبیح ہے ،اگرچہ میرے جد اس واقعہ کو نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی ۔ نے شادی سے پہلے ام کلثوم کو عمر کے پاس بھیجا تاکہ وہ اس کو دیکھ لیں لیکن عمر نے اس کو دیکھا تو اسکی شلوار کو اٹھاکر اس کی پنڈلیاں ہاتھوں سے مس کرنے لگے، لیکن میرا کہنا یہ ہے کہ اگر ام کلثوم کے علاوہ کوئی کنیز بھی ہوتی تب بھی خدا کی قسم یہ عمل قبیح اور خلاف شرع تھا ،کیونکہ تمام مسلمین کا اس پر اجماع ہے کہ غیر محرم عورت کا مس کرنا ہرگز جائز نہیں ہے،اور وہ بھی عمر ایسا کام کریں![1]

بعض روایتوں میں آیا ہے کہ جب ام کلثوم نے یہ کام کرتے دیکھا تو بہت ناراض ہوئیں اور کہنے لگیں :اگر تو خلیفہ نہ ہوتا تو میں تیری ناک توڑ دیتی، اس وقت خلیفہ کے گھر سے باہر نکلیں اور اپنے باپ کے پاس آگئیں،اور سارا ماجرہ بیان کیا اور کہنے لگیں: اے بابا جان آپ نے کس پست اور بد تمیز بڈھے کے پاس بھیج دیا تھا[2]؟

۱۰۔ یہ ام کلثوم بنت فاطمہ زہراء نہیں اہل سنت والجماعت اس بات پر شدت سے اصرار کرتے ہیں کہ یہ ام کلثوم حضرت فاطمہ زہراء کی بیٹی تھیں انھیں سے عمر نے شادی کی درخواست کی تھی تاکہ عمر کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سببی رشتہ ہوجائے، لیکن تاریخ سے

---

[1] سبط ابن جوزی ؛ تذکرۃ الخواص ، ص ۲۸۸ ۔
[2] اسد الغابۃ ج ۵، ص ۶۱۴ ۔ الاصابۃ ج ۴، ص ۴۹۲ ۔ ذ ہبی؛تاریخ الاسلام ج ۴ ،ص ۱۳۸ ۔

ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی ـ کی ایک دوسری لڑکی ام کلثوم نام کی تھی، جو شہزادی فاطمہ کے بطن سے نہیں تھی، اسی طرح بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ حضرت علی ـ کی اور دو لڑکیاں زینب صغری اور ام کلثوم صغری نام کی تھیں اور وہ دونوں ام ولد تھیں[١] ۔

ابن قتیبہ نے بھی ام کلثوم کو صرف امام علی ـ کی لڑکی جانا ہے جو حضرت فاطمہ ٢٣٦ کے بطن سے نہیں تھی، کہتے ہیں: اس کی ماں ام ولد اور کنیز تھی[٢] ۔

نیز علامہ طریحی کہتے ہیں: ام کلثوم زینب صغری حضرت علی کی لڑکی تھی(فاطمہ ٢٣٦ کی نہیں) جو اپنے بھائی امام حسین ـ کے ساتھ کربلا میں تھیں، اصحاب کے درمیان مشہور ہے کہ عمر نے ان سے جبراً شادی کی تھی، جیسا کہ سید مرتضی اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ یہ حضرت فاطمہ ٢٣٦ کی بیٹی نہیں تھیں بلکہ حضرت امیر المومنین ـ کی تھیں ان ہی سے جبراً شادی کرنے کیلئے عمر نے بات کی، اور یہی قول صحیح ہے[٣] ۔

نتیجہ :

اگر ہم نفسیاتی اور عقلی طور پر اس واقعہ کے منفی ہونے پر نظر ڈالیں تو حسب ذیل باتوں سے اس کی تائید ہوتی ہے :

١ (ام کلثوم اسی فاطمہ بنت رسولؐ کے بطن سے تھیں جن سے عقد کرنے کی خواہش پر عمر کو دربار رسالت سے جواب مل چکا تھا، لہٰذا اس فعل کو رسولؐ نے فاطمہؑ کیلئے مناسب نہ سمجھا علیؑ اس کی بیٹی کیلئے کس طرح اسے مناسب سمجھیں گے؟

[١] تاریخ موالید الائمۃ ص ١٦۔ نور الابصار ص ١٠٣۔ نہایۃ الارب ج ٢، ص ٢٢٣۔
[٢] ابن قتیبۃ ؛ المعارف ص ١٨٥۔
[٣] اعیان الشیعۃ ج ١٣ ، ص ص١٢ ۔

٢ (ام کلثوم اسی ماں کی بیٹی تھیں جو جیتے جی عمر سے ناراض رہیں اور مرتے دم بھی وصیت کر گئیں کہ وہ ان کے جنازے میں شریک نہ ہوں، کیا حضرت علی ـ اس بات سے غافل تھے کہ اگر ام کلثوم کی شادی عمر سے کردی تو فاطمہؑ کی روح کے لئے تازیانہ ثابت نہ ہوگی؟

٣ (جیسا کہ ہم نے گزشتہ بحث میں عرض کیا کہ ام کلثوم اور عمر کے سن میں زمین وآسمان کا فرق تھا،و نیز روایت کے مطابق ام کلثوم کی شادی چچا زاد بھائی سے پہلے ہی طے ہوچکی تھی،توپھر ان دونوں باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت علی ـ عمرؓ سے شادی کرنے کے لئے کیسے راضی ہوگئے؟

۴ (اگر ہم حضرت علی ـ اور حضرت عمرؓ کے درمیان تعلقات پر غور کریں تو اس بات کا فیصلہ کرنا آسان ہوجاتا ہے، کیونکہ رسولؐ کی وفات کے بعد سے ہی حضرت علیؑ اور عمرؓ کے درمیان تنازع شروع ہوگیا تھا یہاں تک کہ آپ کے گلے میں رسی کا پھندہ ڈالنے والے عمر تھے، خلافت کا رخ عمرؓ کی وجہ سے اپنے محور سے منحرف ہوا ،فاطمہؑ کا پہلو عمرؓ نے شکستہ کیا ،شکم مادر میں محسن کی شہادت عمر کی وجہ سے ہوئی،ان تمام باتوں کے ہوتے ہوئے کیا حضرت علی ـ کے بارے میں کوئی انسان سوچ بھی سکتا ہے کہ آپ راضی و خو شی سے اپنی بیٹی عمر سے بیاہ دیں گے ؟ !

۵ (بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ حضرت علی ـ نے عمر سے خوف زدہ ہوکر ام کلثوم کی عمر سے شادی کردی تھی، یہ بات وہی حضرات کہہ سکتے ہیں جو تاریخ اسلام کا مطالعہ نہیں رکھتے، جس کی تیغ کا لوہا بدر و احد ، خیبر و خندق کے بڑے بڑے شہسوار اور سورما مان چکے ہوں وہ ان للوپنجو سے ڈر کر اپنا سارا عز ووقار خاک میں ملاکر بیٹی سے شادی کردے گا ! حیرتم برین عقل و دانش البتہ مسئلہ خلافت پر صبر کرتے ہوئے تلوار کا نہ اٹھانا ایک دیگر مسئلہ ہے،

کیونکہ نبی اکرمؐ کی وصیت تھی کہ علیؑ اس سلسلہ میں تم صبر کرنا ،اگر علیؑ اس موقع پر صبر نہ کرتے اور تلوار اٹھا لیتے تو بہت سے وہ لوگ جو تازے تازے مسلمان ہوئے تھے اسلام سے پلٹ جاتے ،اور مسلمان اپنی خانہ جنگی کے شکار ہو جاتے ، جس کے نتیجہ میں خارجی طاقتیں اسلام پر غالب ہوجاتیں اور اسلام کا شیرازہ بکھر جاتا، لیکن جہاں تک ام کلثوم کی شادی کا مسئلہ ہے تو اس میں آپ کیوں کسی سے خوف کھاتے ؟

یہ کوئی دین اسلام کی نابودی کا مسئلہ تو تھا نہیں کہ اگر آپ ام کلثوم کی شادی عمر سے نہ کرتے تو عمر جنگ پر آجاتے جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کے درمیان تمام نہ ہونے والی جنگ شروع ہو جاتی اور جب اس جنگ کے کوئی اسباب دریافت کرتا تو یہ کہا جاتا کہ یہ جنگ عمر کی شادی نہ ہونے کی وجہ سے ہوئی !!!اور پھر کیا حضرت عمر بھی اس بات کو سوچ رہے ہوں گے کہ اگر شادی نہ ہوئی تو جنگ کریں گے، ہم اس بات کو بعید از عقل سمجھتے ہیں کہ حضرت عمر ایک بچی سے شادی کرنے کیلئے اتنا ہلڑ ہنگامہ پسند کرتے !!!لہذا جو لوگ حضرت عمر سے محبت کا دعوی کرتے ہیں ان سے گزارش ہے کہ اس قضیہ کو طول دے کر برائے خدا ان کی مزید توہین نہ کریں،علامہ سبط ابن جوزی بڑے سمجھدار نکلے کہ انھوں نے اپنے دادا کی بات کو رد کرتے ہوئے فوراً لکھ دیا کہ اس واقعہ سے حضرت عمر کی فضیلت نہیں بلکہ ان کی منقصت ہوتی ہے ۔

۶ (کچھ روایتوں میں آیا ہے کہ اس شادی میں حضرت عمر نے چالیس ہزار درہم مہر رکھا تھا، یہ پہلو بھی حضرت عمر کی تنقیص پر دلالت کرتا ہے،کیونکہ اہل سنت کا ہر فرد اس بات کو جانتا ہے کہ حضرت عمر نے فقیرانہ زندگی میں خلافت کی چکی چلائی ہے، آپ کی تنخواہ ایک معمولی انسان کے برابر تھی، چنانچہ تاریخ ابن خلدون میں آیا ہے: حضرت عمر کے کپڑوں میں ہمیشہ پیوند لگے ہوئے ہوتے تھے، آپ کی قمیص میں ستر پیوند تھے، اسی طرح ایک مرتبہ آپ نماز عید پڑھانے نکلے تو جوتوں میں کئی پیوند لگے ہوئے تھے،ایک مرتبہ گھر سے باہر نہیں نکلے معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ ان کے پاس کپڑے نہیں تھے، اور آپکے تہہ بند میں ۱۲ پیوند لگے ہوئے تھے۔

ان تمام باتوں پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ روایت من گھڑت اور جعلی ہے، اس کا حقیقت سے کوئی سرو کا رنہیں ہے، ممکن ہے یہ روایت دشمنان اسلام کی جانب سے اسلامی راہنماؤں کی توہین کی خاطر سوچے سمجھے پروپیگنڈے کی ایک کڑی ہو۔

۲) حضرت عمر کی جس فضیلت کو بیان کرنے کے لئے یہ روایت گڑھی گئی ہے وہ تو موصوف کو پہلے ہی سے حاصل تھی، کیونکہ اگر اس شادی کو تسلیم کرلیا جائے تو حد اکثر، عمر کا رشتہ رسول سے سببی قرار پائیگا، حالانکہ آپ کی بیٹی حفصہ، زوجۂ رسول پہلے ہی ہو چکی تھیں، لہٰذا سببی رشتہ تو پہلے ہی سے تھا پھر عمر کیوں کہہ رہے تھے کہ یہ شادی میں رسول سے سببی رشتہ برقرار ہونے کی بنا پر کرنا چاہتا ہوں؟

۳۔ مؤلف کا مختصر تعارف علامہ جلال الدین سیوطی کی شخصیت اہل علم کے لئے محتاج تعارف نہیں ہے لیکن عوام الناس کے فائدہ کومد نظر رکھتے ہوئے آپ کے حالات زندگی کو اختصار کے طور پر یہاں تحریر کیا جاتا ہے : علامہ جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان سیوطی شافعی یکم رجب المرجب بروز یکشنبہ ۸۴۹ھ ہجری، شہر اسیوط مصر میں پیدا ہوئے، ابھی آپ کا سن پانچ سال بھی نہیں ہوا تھا کہ باپ کا انتقال ہوگیا، آپ بچپن سے ہی علم دین پڑھنے میں مشغول ہوگئے، اور آٹھ سال ہونے تک قرآن کریم اور دیگر درسی رائج متون کو حفظ کرلیا، اور ۸۶۴ھ ہجری کے ابتداء تک قانونی حیثیت سے اچھے اور مایہ ناز طالب علم کی حیثیت سے شمار کیا جانے لگا، آپ نے فقہ، نحو، اصول اور دیگر اسلامی علوم پر کافی دست رسی حاصل کی، اور اس وقت کے پچاس

سے زیادہ بزرگ علماء سے کسب فیض کیا ،اور ۸۶۶ھ ہجری میں آپ نے اپنے علم کا کتابی شکل میں مظاہرہ کیا ،اور ۸۷۱ھ ہجری میں مقام افتاء پر قدم رکھا ،اور ۸۷۲ھ ہجری سے املاء حدیث کی مجلس ترتیب دی،

آپ نے تلاش علم میں شام، حجاز ،یمن ،ہند وستان اور مغرب متعدد سفر کئے ،اور یہاں کے علماء سے علمی مذاکرہ کیا ،علامہ موصوف نے تفسیر ،حدیث ،فقہ ، نحو، معانی ،بیان ،بدیع ،اصول فقہ، قرائت ،تاریخ ،اور طب جیسے موضوعات سے متعلق مختلف کتابیں تحریر کیں ،جوآج بھی مرجع خاص و عام ہیں،لہٰذا اس بات سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ بہت ہی زحمت کش اور قوی حافظہ کے مالک تھے چنانچہ آپ کہا کرتے تھے کہ میں نے دو لاکھ حدیثیں حفظ کیں ہیں اور اگر اس سے زیادہ میسور ہوتیں تو ان کو بھی حفظ کر لیتا ،آپ کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے زیادہ حدیثیں اس وقت روئے زمین پر موصوف کی اطلاع میں نہ تھیں،

آپ کی چھوٹی اور بڑی کتابوں کو ملا کر تقریباً ۵۰۰ کتابیں ہوتی ہیں ،آپ نہایت بردبار ،پاکیزہ نفس اور پرہیزگار انسان سے تھے، ہمیشہ حکام وقت سے ملنے سے کتراتے اور ان کے تحائف اکثر رد کردیا کرتے تھے ، عمر کے آخری حصہ میں آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ ترک کرکے پروردگار کی عبادت کیلئے گوشہ نشینی اختیار کرلی تھی،آخر کار بروز پنجشنبہ ۹۱۱ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا ،اور شہر خوش قوصون کے اطراف میں دفن کردیا گیا[1]۔

علامہ جلال الدین سیوطی کو جن وجوہات کی بنا پر آج تک یاد کیا جاتا ہے وہ ان کی وسعت تالیف و تصنیف ہے، علامہ ابن حماد حنبلی لکھتے ہیں : علامہ سیوطی کی تصانیف و تالیفات خود ان کے زمانہ میں شرق و غرب میں پھیل چکی تھیں [2]۔چنانچہ علامہ سیوطی کے وفادار شاگرد داؤدی لکھتے ہیں : ان کی تالیفات کی تعداد پانچ سو تک پہنچتی ہے ۔

[1] شذرات الذہب فی اخبار من ذہب ؛ ابن حماد حنبلی۔معجم المصنفین ؛ عمر رضا کحالہ.
[2] شذرات الذہب.

علامہ سیوطی نہ صرف یہ کہ وسعت تالیف کے مالک تھے بلکہ آپ کی تالیفات میں دقت نظر بھی پائی جاتی ہے،بہر کیف یہاں پر ہم علامہ کی ان کتابوں کی ایک فہرست نقل کرتے ہیں جو ہماری دست رس میں تھیں:

۱-الاتقان فی علوم القرآن ۲- مسالک الحنفاء فی اسلام والدی المصطفیؐ ۳- نشر العالمین فی اخبار الابوین الشریفین ۴-العرف الوردی فی اخبار المهدی ۵- احیاء المیت بفضائل اہل البیتؑ ۶- تفسیر الدر المنثور ۷-تفسیر الجلالین ۸- تلخص البیان فی علامات المهدی صاحب الزمانؑ ۹-الثغور الباسمہ فی مناقب فاطمہ (س) ۱۰-تاریخ الخلفاء ۱۱-اللئالی المصنوعة فی احادیث الموضوعة ۱۲-المرقاة العلیة فی شرح الاسماء النبویة ۱۳-الفوائد الکامنة فی ایمان السیدة (یسمی ایضاً التعظیم فی ان ابوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الجنة) ۱۴-العجاجة الزرنبیة فی السلالة الزینبیة (س) ۱۵-الخصائص والمعجزات النبویة ۱۶- قطف ثمر فی موافقات عمر ۱۷-ابواب السعادة فی اسباب الشهادة ۱۸

-الآیة الکبری فی شرح قصة الاسراء ۱۹-بلوغ المامول فی خدمة الرسول ۲۰-تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی ۲۱-اتمام النعمة فی اختصاص الاسلام بهذه الامة ۲۲-القول الجلی فی حدیث الولی ۲۳-الاحادیث المنیفة ۲۴-احاسن الاقتباس فی محاسن الاقتباس ۲۵-الاحتفال بالاطفال ۲۶-الاخبار الماثورة فی الاطلاء بالنورة ۲۷-اخبار الملائکة ۲۸-الاخبار المرویة فی سبب وضع العربیة ۲۹-آداب الملوک

۳۰-ادب الفتیاء ۳۱-اذکار الاذکار ۳۲-الاذکار فی ماعقده الشعراء من الآثار ۳۳-اربعون حدیثاً فی فضل الجهاد ۳۴-اربعون حدیثاً فی ورقة ۳۵-اربعون حدیثاً من روایة مالک عن نافع عن ابن عمر ۳۶-الارج فی الفرج ۳۷-الارج المسکی ۳۸-ازالة الوهن عن مسئلة الرهن ۳۹-ازهار الاکام فی اخبار الاحکام

۴۰-الازهار الغضة فی حواشی الروضة ۴۱-الازهار الفائحة علی الفاتحة ۴۲-الازهار المتناثرة فی الاخبار المتواترة ۴۳-الاساس فی مناقب بنی عباس ۴۴-الاسئلة المائة ۴۵-الاسئلة الوزیریة و اجوبتها ۴۶-اسعاف المبطاء برجال الموطاء ۴۷-الاشباه والنظائر الفقهیة ۴۸-الاشباه والنظائر النحویة ۴۹-اطراف الاشراف بالاشراف علی الاطراف

۵۰-اعذب المناہل فی حدیث من قال انا عالم فہو جاہل ۵۱-اعمال الفکر فی فضل الذکر ۵۲-الافصاح ۵۳ -الاقتراح فی اصول النحو جدلہ ۵۴-الاقتناص فی مسئلۃ التماص ۵۵-اکام المرجان فی احکام الجان ۵۶-الاکلیل فی استنباط التنزیل ۵۷ -الالفاظ المعربۃ ۵۸-الالفیۃ فی القرائت العشر ۵۹ -الالفیۃ فی مصطلح الحدیث

۶۰-القام الحجر لمن ذکی ساب ابی بکر و عمر ۶۱-انباء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء ۶۲-الانصاف فی تمییز الاوقاف ۶۳-انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب ۶۴-الویۃ النصر فی خصیصی بالقصر ۶۵-الاوج فی خبر عوج ۶۶-اتحاف الفرقہ برفوالخرقہ ۶۷ -البارع فی اقطاع الشارع ۶۸-بدائع الزہور فی وقائع الدہور ۶۹-البدر الذی انجلی فی مسئلۃ الولا

۷۰-البدور السافرۃ عن امور الاخرۃ ۷۱-البدیعۃ ۷۲-بذل الہمۃ فی طلب براءۃ الذمۃ ۷۳-البرق الوامض فی شرح تائیۃ ابن الفارض ۷۴-بزوغ الہلال فی الخصال الموجبۃ الظلال ۷۵-بسط الکف فی اتمام الصف ۷۶ -بشری الکئیب فی لقاء الحبیب ۷۷ -بغیۃ الرائد فی الذیل علی مجمع الزوائد ۷۸ -بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ ۷۹-بلغۃ المحتاج فی مناسک الحاج ۸۰

-اتحاف النبلاء فی اخبار الفضلاء ۸۱ -البہجۃ المرضیۃ فی شرح الالفیۃ ۸۲ -التاج فی اعراب مشکل المنہاج ۸۳ -تاریخ سیوط ۸۴-تاریخ العمر ۸۵-تارخ مصر ۸۶-تاید الحقیقۃ العلیۃ و تشید الطریقۃ الشاذلیۃ ۸۷- تبیض الصحیفۃ ۸۸- تجرید العنایۃ فی تخریج احادیث الکفایۃ ۸۹ -تجزیل المواہب فی اختلاف المذاہب

۹۰-التحبیر لعلم التفسیر ۹۱-التحدث بنعمۃ اللہ ۹۲- تحذیر الخواص من اکاذیب القصاص ۹۳- تحفۃ الانجاب بمسئلۃ السنجاب ۹۴- تحفۃ الجلساء برؤیۃ اللہ للنساء ۹۵ -تحفۃ الحبیب ۹۶- تحفۃ الظرفاء باسماء الخلفاء ۹۷ -تحفۃ الکرام باخبار الاہرام ۹۸ -تحفۃ المجالس و نزہۃ المجالس ۹۹- تحفۃ المذاکر فی المنتہی من تاریخ ابن عساکر

۱۰۰-تحفۃ النابۃ بتلخیص المتشابۃ ۱۰۱-تحفۃ الناسک ۱۰۲-التحبیر فی علم التفسیر ۱۰۳-تخریج احادیث الدرۃ الفاخرۃ ۱۰۴-تخریج احادیث شرح العقائد ۱۰۵-تذکرۃ المؤتسی بمن حدث و نسی ۱۰۶-اتمام الدرایہ لقراء النقایہ ۱۰۷-التذنیب فی الروایۃ علی التقریب ۱۰۸-ترجمان القرآن ۱۰۹-ترجمۃ البلقینی

۱۱۰-ترجمۃ النووی ۱۱۱-تزیین الارائک فی ارسال النبی ﷺ الی الملائک ۱۱۲-تشنیف الاسماع بمسائل الاجماع ۱۱۳-تشیید الارکان من لیس فی الامکان ابدع مما کان ۱۱۴-تعریف الاعجم بحروف المعجم ۱۱۵-التعریف باداب التالیف ۱۱۶-تعریف الفءۃ اجوبۃ الائسلۃ الماءۃ ۱۱۷-التعقیبات ۱۱۸-التفسیر المأثور ۱۱۹-تقریب الغریب

۱۲۰-تقریر الاستناد فی تیسیر الاجتہاد ۱۲۱-تمہید الفرش فی الخصال الموجبۃ لظل العرش ۱۲۲-تناسق الدرر فی تناسب السور ۱۲۳-تنبیہ الواقف علی شرط الواقف ۱۲۴-تنزیہ الاعتقاد عن الحلول والاتحاد ۱۲۵-تنزیہ الانبیاء عن تسفیہ الاغبیاء ۱۲۶-التنفیس فی الاعتذار عن الفتیاء والتدریس ۱۲۷-تنویر الحلک فی امکان رؤیۃ النبی والملک ۱۲۸-تنویر الحوالک فی شرح موطاء الامام مالک ۱۲۹-التوشیح علی التوضیح

۱۳۰-التوشیح علی الجامع الصحیح ۱۳۱-توضیح المدرک فی تصحیح المستدرک ۱۳۲-ثلج الفؤاد فی احادیث لبس السواد ۱۳۴-الجامع الصغیر من احادیث البشیر النذیر ۱۳۵-الجامع الکبیر ۱۳۶-الجامع فی الفرائض ۱۳۷-جزء فی اسماء المدلسین ۱۳۸-جزء فی الصلاۃ ۱۳۹-جزء فی صلاۃ الضحی

۱۴۰-الجانۃ ۱۴۱-الجمع والتفریق فی الانواع البدیعۃ ۱۴۲-جمع الجوامع ۱۴۳-الجواب الجزم عن حدیث التکبیر جزم ۱۴۴-الجواب الحاتم عن سؤال الخاتم ۱۴۵-الجواہر فی علم التفسیر ۱۴۶-الجہر بمنع البروز علی شاطئ النہر ۱۴۷-حاطب اللیل و حارف سیل ۱۴۸-حاشیۃ علی شرح الشذور ۱۴۹-حاشیۃ علی القطیعۃ للاسنوی

١٥٠-حاشية على المختصر ١٥١-الحاوى للفتاوى ١٥٢-الحجج المبينة فى التفضيل بين مكة والمدينة ١٥٣-حسن التعريف فى عدم التحليف ١٥٤-حسن التسليک فى عدم التشبيک ١٥٥-حسن المحاضرة فى اخبار مصر والقاهرة ١٥٦-حسن المقصد فى عمل المولد ١٥٧-الحصر والاشاعة فى اشراط الساعة ١٥٨-الحظ الوافر من المغنم فى استدراک الكافر اذا اسلم ١٥٩-حلبة الاولياء

١٦٠-حمائل الزهر فى فضائل السور ١٦١-الحواشى الصغرى ١٦٢-الخبر الدال على وجود القطب والاوتاد والنجباء والابدال ١٦٣-الخلاصة فى نظم الروضة ١٦٤-خصائص يوم الجمعة ١٦٥-الدرارى فى ابناء السرارى ١٦٦-در التاج فى اعراب مشكل المنهاج ١٦٧-در السحابة فيمن دخل مصر من الصحابة ١٦٨-الدرر المنتشرة فى الاحاديث المشهرة ١٦٩-الدر المنثور فى التفسير المأثور

١٧٠-الدر المنظم فى الاسم الاعظم ١٧١-الدر النثير فى تلخيص نهاية ابن الاثير ١٧٢-درج المعالى فى نصرة الغزالى على المنكر المتعالى ١٧٣-الدرج المنيفة ١٧٤ درر البحار فى احاديث القصار ١٧٥-درر الحكم وغرر الكلم ١٧٦-الدرة التاجية على الاسئلة الناجية ١٧٧-دفع التعسف عن اخوة يوسف ١٧٨-دقائق الملحة ١٧٩-الديباج على صحيح مسلم بن الحجاج

١٨٠-ديوان الحيوان ١٨١-ديوان خطب ١٨٢-ديوان شعر ١٨٣-ذكر التشنيع فى مسئلة التسميع ١٨٤-ذم زيارة الامراء ١٨٥-ذم القضاء ١٨٦-ذم المكس ١٨٧-الذيل الممهد على القول المسدد ١٨٨-الرحلة الدمياطية ١٨٩-الرحلة الفيومية

١٩٠-الرحلة المكية ١٩١-رسالة فى النعال الشريفة ١٩٢-رشف الزلال ١٩٣-رفع الباس عن بنى العباس ١٩٤-رفع الخدر عن قطع السدر ١٩٥-رفع الخصاصة فى شرح الخلاصة ١٩٦-رفع السنة فى نصب الزنة ١٩٧-رفع شان الحبشان ١٩٨-رفع الصوت بذبح الموت ١٩٩-رفع اللباس وكشف الالتباس فى ضرب المثل من القرآن والالتماس

۲۰۰-رفع منار الدین و ہدم بناء المفسدین ۲۰۱- رفع الید فی الدعا ۲۰۲- الروض الاریض فی طہر المحیض ۲۰۳- الروض المکلل والورد المعلل فی المصطلح ۲۰۴ -الریاض الانیقۃ فی شرح اسماء خیر الخلیقۃ ۲۰۵-الزجاجۃ فی شرح سنن ابن ماجۃ ۲۰۶- الزند الوری فی الجواب عن السؤال الاسکندریہ ۲۰۷- الزہر الباسم فیما یزوج فیہ الحاکم ۲۰۸- زہر الربی فی شرح المجتبی ۲۰۹-زوائد الرجال علی تہذیب الکمال

۲۱۰ -زوائد شعب الایمان للبیہقی ۲۱۱ -زوائد نوادر الاصول للحکیم الترمذی ۲۱۲ -زیادات الجامع الصغیر ۲۱۳ -السبل الجلیۃ ۲۱۴- السلاف فی التفضیل بین الصلاۃ والطواف ۲۱۵ -السلالۃ فی تحقیق المقر والاستحالۃ ۲۱۶- السماح فی اخبار الرماح ۲۱۷ -السیف الصیقل فی حواشی ابن عقیل ۲۱۸- السیف النظار فی الفرق بین الثبوت والتکرار ۲۱۹-شد الاثواب فی سد الابواب

۲۲۰- شد الرحال فی ضبط الرجال ۲۲۱ -شذ العرف فی اثبات المعنی للحرف ۲۲۲- شرح ابیات تلخیص المفتاح ۲۲۳ -شرح الاستعاذۃ والبسملۃ ۲۲۴ -شرح البدیعۃ ۲۲۵ -شرح التدریب ۲۲۶- شرح التنبیہ ۲۲۷- شرح الرجبیۃ فی الفرائض ۲۲۸- شرح الروض ۲۲۹- شرح الشاطبیۃ

۲۳۰ -شرح شواہد المغنی ۲۳۱- شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور ۲۳۲- شرح ضروری التصریف ۲۳۳- شرح عقود الجان ۲۳۴ -شرح الکافیۃ فی التصریف ۲۳۵- شرح الکوکب الساطع ۲۳۶- شرح الکوکب الوقاد فی الاعتقاد ۲۳۷- شرح لغۃ الاشراف فی الاسعاف ۲۳۸- شرح الملحۃ ۲۳۹ -شرح النقایۃ

۲۴۰ -شرح بانت سعاد ۲۴۱ -شرح تصریف العزی ۲۴۲- الشماریخ فی علم التاریخ ۲۴۳ -الشمعۃ المضیءۃ ۲۴۴- شوارد الفوائد ۲۴۵- الشہد ۲۴۶ -صون المنطق والکلام عن فنی المنطق والکلام ۲۴۷- ضوء الشمعۃ فی عدد الجمعۃ ۲۴۸ -ضوء الصباح فی لغات النکاح ۲۴۹ - الطب النبوی ۲۵۰ -طبقات الاصولیین ۲۵۱- طبقات الحفاظ ۲۵۲- طبقات شعراء العرب ۲۵۳- طبقات الکتاب ۲۵۴ -طبقات

المفسرین ۲۵۵ -طبقات النحاۃ الصغری ۲۵۶- طبقات النحاۃ الوسطی ۲۵۷- طلوع الثریا باظہار ماکان خفیا ۲۵۸ طی اللسان عن ذم الطیلسان ۲۵۹ الظفر بقلم الظفر

۲۶۰ -العاذب السلسل فی تصحیح الخلاف المرسل ۲۶۱- العشاریات ۲۶۲- عقود الجمان فی المعانی والبیان ۲۶۳ -عقود الزبرجد علی مسند الامام احمد ۲۶۴- عین الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ ۲۶۵ -غایۃ الاحسان فی خلق الانسان ۲۶۶ -الغنیۃ فی مختصر الروضۃ ۲۶۷-فتح الجلیل للعبد الذلیل فی الانواع البدیعیۃ المستخرجۃ من قولہ تعالی: ''ولی الذین آمنوا'' ۲۶۸- الفتح القریب علی مغنی اللبیب ۲۶۹-فتح المطلب المبرور و برد الکبد المحرور فی الجواب عن الاسئلۃ الواردۃ من التکرور

۲۷۰ -فتح المغالق من انت تالق ۲۷۱-فجر الثمد فی اعراب اکمل احمد ۲۷۲ - فصل الحدۃ ۲۷۳ -فصل الخطاب فی قتل الکلاب ۲۷۴- فصل الشتاء ۲۷۶ -فصل الکلام فی حکم السلام ۲۷۷- فصل الکلام فی ذم الکلام ۲۷۸ - فضل موت الاولاد ۲۷۹ -فلق الصباح فی تخریج احادیث الصحاح (یعنی صحاح اللغۃ للجوہری)

۲۸۰ -الفوائد المتکاثرۃ فی الاخبار المتواترۃ ۲۸۱ -فہرست المرویات ۲۸۲ -قدح الزند فی السلم فی القند ۲۸۳ -القذاذۃ فی تحقیق محل الاستعاذۃ ۲۸۴ -قصیدۃ رائیۃ ۲۸۵-قطر النداء فی ورود الہمزۃ للنداء ۲۸۶ -قطع المجادلۃ عند تغییر المعاملۃ ۲۸۷ -قطف الازہار فی کشف الاسرار ۲۸۸-قلائد الفوائد ۲۸۹-القول الاشبہ فی حدیث من عرف نفسہ فقد عرف ربہ

۲۹۰ -الجوبۃ الزکیہ عن الالغاز السبکیۃ ۲۹۱- القول الحسن فی الذب عن السنن ۲۹۲ -القول الفصیح فی تعیین الذبیح ۲۹۳ -القول المجمل فی الرد علی المہمل ۲۹۴ -القول المشرق فی تحریم الاشتغال بالمنطق ۲۹۵- القول المشید فی الوقف المؤبد ۲۹۶-القول المعنی فی الحنث فی المعنی ۲۹۷ -الکافی فی زوائد المہذب علی الوافی ۲۹۸- الکاوی علی السخاوی ۲۹۹-کتاب الاعلام بحکم عیسی علیہ السلام

۳۰۰-کشف التلبیس عن قلب اہل التدلیس ۳۰۱ -کشف الریب عن الجیب ۳۰۲ -کشف الصلصلة عن وصف الزلزلة ۳۰۳ -کشف الضبابہ فی مسألة الاستنابة ۳۰۴ -کشف المغطاء فی شرح الموطاء ۳۰۵-کشف النقاب عن الالقاب ۳۰۶ -الکشف عن مجاوزة ہذہ الامة ۳۰۷ -الکوکب الساطع فی نظم جمع الجوامع ۳۰۸-الکلام علی اول الفتح ۳۰۹-الکلام علی حدیث ابن عباس احفظ اللہ یحفظک

۳۱۰-الکلم الطیب والقول المختار فی المأثورة من الدعوات والاذکار ۳۱۱-لباب النقول فی اسباب النزول ۳۱۲-لب اللباب فی تحریر الانساب ۳۱۳- لبس الیلب فی الجواب عن ایراد الحلب ۳۱۴ -لم الاطراف و ضم الاتراف ۳۱۵ -اللمع فی اسماء من وضع الاربعون المتباینة ۳۱۶ -اللمعة فی تحریر الرکعة لادراک الجمعة ۳۱۷ -اللوامع والبوارق فی الجوامع والفوارق ۳۱۸ -ما رواہ الواعون فی اخبار الطاعون ۳۱۹ -المباحث الزکیة فی المسألة الدورکیة

۳۲۰ -مجمع البحرین و مطلع البدرین فی التفسیر ۳۲۱ -مختصر الاحکام السلطانیة للماوردی ۳۲۲ -مختصر الاحیاء ۳۲۳- مختصر الالفیة ۳۲۴ -مختصر تہذیب الاحکام ۳۲۵ -مختصر تہذیب الاسماء ۳۲۶- مختصر شرح ابیات تلخیص المفتاح ۳۲۷- مختصر شفاء الغلیل فی الذم الصاحب والخلیل ۳۲۸- مختصر معجم البلدان ۳۲۹ -مختصر الملحة

۳۳۰ -المدرج الی المدرج ۳۳۱- مذل العجد لسوال المجد ۳۳۲- مراصد المطالع فی تناسب المقاطع والمطالع ۳۳۳ مرقاة الصعود الی سنن ابی داؤد ۳۳۴ -مسألة ضربی زیداً قائما ۳۳۵ -المستظرفة فی احکام دخول الخنثة ۳۳۶- المسلسلات الکبری ۳۳۷ -المصاعد العلیة فی قواعد النحویة ۳۳۸-المصابیح فی صلاة التراویح ۳۳۹- مطلع البدرین فیمن یوتی اجرین ۳۴۰

-المعانی الدقیقة فی ادراک الحقیقة ۳۴۱ -معترک الاقران فی مشترک القرآن ۳۴۲ -مفاتح الغیب فی التفسیر ۳۴۳- مفتاح الجنة فی الاعتصام باکتاب والسنة ۳۴۴ مفحمات الاقران فی مبہمات القرآن ۳۴۵ -المقامات ۳۴۶ -مقاطع الحجاز ۳۴۷- الملتقط من الدرر الکامنة ۳۴۸- مناہل الصفا فی تخریج احادیث الشفا ۳۴۹ -المنتقی

۳۵۰- منتہی الامال فی شرح حدیث ''انما الاعمال ۔۔۔'' ۳۵۱- المنجلی فی تطور الولی ۳۵۲- المنحۃ فی السبحۃ ۳۵۳- من عاش من الصحابۃ مأۃ و عشرین ۳۵۴ من وافقت کنیتہ زوجتہ من الصحابۃ ۳۵۵- منہاج السنۃ و مفتاح الجنۃ ۳۵۶- المنی فی الکنی ۳۵۷- المہذب فی ما وقع فی القرآن من المعرب ۳۵۸- میزان المعدلۃ فی شرح البسملۃ ۳۵۹- نتیجۃ الفکر فی الجہر بالذکر

۳۶۰- نشر العبیر فی تخریج احادیث الشرح الکبیر ۳۶۱- نظم التذکرۃ ۳۶۲- نظم الدرر فی علوم الاثر ۳۶۳- النفحۃ المسکیۃ والتحفۃ المکیۃ ۳۶۴- النقایۃ فی اربعۃ عشر علماً ۳۶۵- النقول المشرقۃ فی مسألۃ القفۃ ۳۶۶- النکت البدیعات ۳۶۷- النکت علی الالفیۃ والکافیۃ والشافیۃ والشذور والنزہۃ ۳۶۸- نکت علی حاشیۃ المطول لابن العقری ۳۶۹- نکت علی شرح الشواہد للعینی

۳۷۰- نور الحدیقۃ ۳۷۱- الوافی فی مختصر التنبیہ ۳۷۲- الورقات المقدمۃ ۳۷۳- الوسائل الی معرفۃ الاوائل ۳۷۴ وصول الامانی باصول التہانی ۳۷۵- ہدم الجانی علی البانی ۳۷۶- ہمع الہوامع فی شرح جمع الجوامع ۳۷۷- الہیۃ السنیۃ فی الہیۃ السنیۃ ۳۷۸- الید البسطی فی الصلاۃ الوسطی- ۳۷۹ الینبوع فیما زاد علی الروضۃ من الفروع ۔

۴۔ رواۃِ احادیث اور علمائے اہل سنت کے اسمائے گرامی علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنے اس سالہ میں جن جلیل القدر اور عظیم الشان راویوں اور علمائے اہل سنت سے روایتیں نقل کی ہیں اگرچہ ان کے مختصر حالات کتاب کے حاشیہ میں نقل کردئے گئے ہیں لیکن یہاں قارئین کی آسانی کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کے اسمائے گرامی ذیل میں یکجا نقل کئے جارہے ہیں : راویوں کے اسماء: ا۔ سعید بن جبیر ۲۔ حضرت ابن عباسؓ ۳۔ مطلب بن ربیعہ ۴۔ زید بن ارقم ۵۔ زید بن ثابت ۶۔ ابو سعید خدری ۷۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ ۸۔ حضرت امام حسن ۔ ۹۔ حضرت علی ۔ ۱۰۔ عبد اللہ ابن عمر ۱۱۔ جابر بن عبد اللہ انصاری ۱۲۔ عبد اللہ ابن جعفر ۱۳۔ سلمہ بن الاکوع ۱۴۔ ابو ہریرہ ۱۵۔ عبد اللہ ابن زبیر ۱۶۔ حضرت ابوذر ۱۷۔ حضرت فاطمہ الزہرا ۲۳۶ ۱۸۔

حضرت عمر فاروقؓ ۱۹۔ انس بن مالک ۲۰۔ ابن مسعود ۲۱۔ مطلب بن عبد اللہ ۲۲۔ حکیم ۲۳۔ حضرت عثمان غنی ۲۴۔ زوجۂ رسول حضرت عائشہؓ

علمائے اہل سنت کے نام :۱۔ سعید بن منصور ۲۔ ابن المنذر ۳۔ ابی حاتم ۴۔ ابن مردویہ ۵۔ طبرانی ۶۔ ترمذی ۷۔ امام احمد بن حنبل ۸۔ نسائی ۹۔ حاکم ۱۰۔ مسلم ۱۱۔ عبد بن حمید ۱۲۔ ابو احمد ۱۳۔ ابو یعلی ۱۴۔ امام بخاری ۱۵۔ ابن جریر ۱۶۔ عقیلی ۱۷۔ ابن شاہین ۱۸۔ خطیب ۱۹۔ دیلمی ۲۰۔ حافظ ابو نعیم ۲۱۔ باوردی ۲۲۔ ابن عدی ۲۳۔ ابن حبان ۲۴۔ امام بیہقی ۲۵۔ ابن ابی شیبہ ۲۶۔ مسدد ۲۷۔ بزار ۲۸۔ ابن عساکر.

۵۔حدیث ثقلین اور حدیث سفینہ کی مختصر توثیقحدیث ثقلین:حدیث ثقلین کی ۳۴، صحابہ و صحابیات نے جناب رسوخدا ﷺ سے روایت کی ہے، اور دور تالیف سے آج تک ہر عہد کے علماء ،انہیں حدیث و سیرت و مناقب و تاریخ کی کتابوں میں درج کرتے چلے آئے ہیں:

۱۔ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام سے بزار، محب الدین طبری ،دولالی، سخاوی، سمہودی وغیرہ نے اپنی تالیفات میں حدیث ثقلین کو درج کیا ہے۔

۲۔ امام حسن ـ سے،ابن قندوزی نے ''ینابیع المودۃ'' میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے ۔

۳۔ سلمان فارسیؓ سے بھی قندوزی نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے ۔

۴۔ حضرت ابوذر غفاریؓ سے (صحیح ترمذی)

۵۔ ابن عباس سے (قندوزی)

۶۔ ابوسعید ی خدر ی (معود ی،طبری،ترمذی و غیرہ)

۷۔ جابر بن عبد اللہ انصاری (ترمذی،ابن اثیر و غیرہ)

۸۔ ابوالہیثم تیہان (سخاوی وقندوزی)

۹۔ ابورافع (سخاوی وقندوزی)

۱۰۔ حذیفہ یمان (، محب الدین طبری،مودۃالقربی)

۱۱۔ حذیفہ بن اسید غفاری (ترمذی،ابونعیم اصفہانی،ابن اثیر ،سخاوی و غیرہ)

۱۲۔ خزیمہ بن ثابت (سخاوی، سمہودی،قندوزی)

۱۳۔ ابوہریرہ (بزار، سخاوی، سمہودی)

۱۴۔ زیدبن ثابت (احمد بن حنبل، محب الدین طبری،ابن اثیر و غیرہ)

۱۵۔ عبد اللہ بن حنطب (طبرانی،ابن اثیر وغیرہ)

۱۶۔ جبیر بن مطعم (ابونعیم اصفہانی و غیرہ)

۱۷۔ براابن عازب (ابونعیم اصفہانی)

۱۸۔ انس بن مالک (ابونعیم اصفہانی)

۱۹۔ طلحہ بن عبید اللہ بن تمیمی (قندوزی)

۲۰۔ عبد الرحمن بن عوف (قندوزی)

۲۱۔ سعد بن وقاص (قندوزی)

۲۲۔ عمرو بن عاص (خوارزمی)

۲۳۔ سہل بن سعد انصاری (سخاوی، سمہودی)

۲۴۔ عدی بن حاتم (سخاوی، سمہودی وغیرہ)

۲۵۔ عقبہ بن عامر (سخاوی وغیرہ)

۲۶۔ ابو ایوب انصاری (سخاوی)

۲۷۔ شریح خزاعی (سخاوی، سمہودی وغیرہ)

۲۸۔ ابو قدامہ انصاری (سخاوی وغیرہ)

۲۹۔ ضمیرۂ اسلمی (سخاوی وغیرہ)

۳۰۔ ابو لیلی انصاری (سخاوی، سمہودی، قندوزی)

۳۱۔ حضرت فاطمہ الزہرا ۲۳۶ (قندوزی)

۳۲۔ ام المومنین ام سلمہ (سخاوی س، سمہودی)

۳۳۔ ام ہانی بنت ابو طالب (سخاوی، سمہودی وغیرہ)

۳۴۔ زید بن ارقم (صحیح مسلم، مسند احمد بن حنبل، کنز العمال ۔ سیوطی؛ در منثور، ترمذی)

حدیث ثقلین پر علامہ ابن حجر ہیثمی کی ایک نظر : سمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، القرآن وعترتہ ،وہی الاہل والنسل والرہط الادنون، ثقلین، لان الثقل کل نفیس خطیر مصون، وہذان کذلک، اذ کل منہما معدن للعلوم اللدنیۃ والاسرار والحکم العلیۃ والاحکام الشرعیۃ، ولذا حث ﷺ علی الاقتداء والتمسک بہم۔

رسول خدا ﷺ نے قرآن وعترت کو جو کہ آپ کے اہل ونسل وقریب تر لوگ ہیں، ثقلین فرمایا ، اس لئے کہ ثقل "ہر نفیس و گرانقدر شأ کو کہتے ہیں" ۔اور یہ دونوں اسی طرح ہیں بھی۔ کیونکہ یہ دونوں علوم لدنی، بلند اسرار و حکم اور احکام شرعی کے معدن ہیں، اسی لئے رسول خدا ﷺ نے ان سے تمسک اور ان کی اقتداء کا حکم فرمایا ہے[1]۔

حدیث سفینہ: اس حدیث کو امام احمد بن حنبل، امام مسلم ، ابن قتیبہ دینوری، بزار ، ابو یعلی موصلی، طبری، صولی صاحب کتاب الاوراق ،ابوالفرج اصفہانی، طرانی، حاکم نیشاپوری، ابن مردویہ اصفہانی، ثعلبی، ابو نعیم اصفہانی، ،ابن عبد البر، خطیب بغدادی، ابن مغازلی، سمعانی ، فخر الدین رازی، سبط ابن جوزی، محمد بن یوسف گنجی، شہاب الدین حلبی، نظام اعرج نیشاپوری، خطیب تبریزی، طیبی شارح مشکاۃ، جمال الدین زرندی، شہاب الدین قندوزی، حموی جوینی، ابن صباغ مالکی، علی قاری اور عبد الرؤوف مناوی وغیرہ نے اپنی تالیفات میں درج کیا ہے ۔

قارئین کرام ! مقدمۂ کتاب کے طولانی ہونے کی بنا پر آپ سے بےحد معذرت خواہ ہیں، چونکہ اس کتاب سے مربوط کچھ مطالب ایسے تھے کہ جن کی وجہ سے ضرورت اس بات کی محسوس ہورہی کہ مقدمہ میں ان پر قدرے روشنی ڈالی جائے ،بہر حال اس کتاب کا پہلی دفعہ اردو ترجمہ دو بزرگ اساتذہ کی تحقیق و تصحیح کے ساتھ آپ حضرات کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے،

[1] علامہ ابن حجر ہیثمی مکی؛الصواعق المحرقۃ، ص۷۵.

امید ہے کہ مؤمنین اس سے کما حقہ فائدہ اٹھاتے ہوئے ناچیز کو دعاؤں میں یاد رکھیں گے، آخر میں ہم خدا وند متعال کی بارگاہ اقدس میں دست بہ دعا ہیں کہ تا دم آخر قرآن اور اہل بیت[ع]کا دامن ہمارے ہاتھوں سے نہ چھوٹنے پائے۔ (آمین)

والسلام مترجم:

محمد منیر خان لکھیم پوری ہندی گرام و پوسٹ بڑھیاؔ، ضلع کھیری لکھیم پور یوپی۔ ہندوستان. ۱۸

ذی الحجہ(بروز عید سعید غدیر)مطابق ۲۹، جنوری ۲۰۰۵ء بروز شنبہ مقیم حال: قم مقدس، جمہوری اسلامی ایران

رسالۂ ھٰذا کے وہ نسخے جو ہندوستان اور دمشق سے شائع ہوئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، ہذہ ستون حدیثا اسمیتھا :''اِحیاءُ المَیّتُ بِفَضَائِلِ اَہْلِ البَیْتُ.''

تمام تعریفیں خدا وند متعال سے مخصوص ہیں، اور سلام ہو اس کے برگزیدہ بندوں پر۔

یہ ساٹھ عدد حدیثیں ہیں جن کے مجموعہ کا نام میں نے''احیاء المیت بفضائل اہل البیت[ص]''(فضائلِ اہل بیتؑ سے احیاء میت)رکھا ہے۔

پہلی حدیث[1]:

رسول کے قرابتداروں کی مودت ہی اجر رسالت ہے. اخرج سعید بن منصور فی سننہ، عن سعید بن جبیر، فی قولہ تعالی: (قُلْ لَا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْراً إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى) قال: قربی رسول اللہ ﷺ .سعید بن منصور[2] نے اپنی سنن میں سعید بن جبیر[3] سے آیۂ مودت :(قل لا اسئلکم علیہ اجراًالاالمودۃ فی القربی)(اے رسول !تم ان سے کہہ دو کہ میں اس (تبلیغ رسالت) کا اپنے قرابتداروں کی محبت کے سوا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا[4])کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ ''القربی'' سے مراد؛رسول اسلام ﷺ کے قرابتدار ہیں[5]

دوسری حدیث:

رسولؐ کے قرابتدار کون لوگ ہیں ؟ اخرج ابن المنذر،و ابن ابی حاتم،و ابن مَرْدَوَیہ ، فی تفاسیرہم ، والطبرانی فی المعجم الکبیر ، عن ابن عباس ؛لما نزلت ہذہ الآیۃ : (قُلْ لَا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْراً إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى)قالوا : یا رسول اللہ! من قرابتک ہولاء الذین وجبت علینا مودتہم ؟قال:((علی وفاطمۃ وولدہما))

---

[1] محترم قارئین! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ علمائے اہل سنت کی اصطلاح میں قول ، فعل اورتقریر رسول کو حدیث کہا جاتا ہے ، اسی طرح رسول کے خَلقی اور خُلقی اوصاف نیز صحابہ اور تابعین کے کلام کو بھی اہل سنت کے یہاں حدیث کہا گیا ہے .
ڈاکٹرنورالدین عتر؛ منہج النقد،ص ۲۷۔ دکتر صبحی الصالح؛علوم الحدیث ومصطلحہ،ص ۴۲۶۔ لیکن شیعہ علماء کی اصطلاح میں حدیث وہ کلام ہے جو معصوم کے فعل ، قول اور تقریرکی حکایت کرے۔
سید حسن الصدر الکاظمی ؛نہایۃ الد رایۃ،ص۸۰۔شیخ عبد اللہ مامقانی ؛مقباس الہدایہ فی علم الدرایۃ جلد۱،ص۵۹۔

[2] ابو عثمان سعید بن منصور بن شعبۂ خراسانی یا طالقانی؛ آپ جوزجان میں متولد ہوئے، اور بلخ میں پرورش پائی،اور آپ نے دیگر ممالک کی طرف متعددسفر کیا ، آخر کار مکہ میں سکونت اختیار کی ،اور یہیں ۲۲۷ ہـ میں وفات پائی ،امام مسلم نے ان سے روایت نقل کی ہے ، ان سے مروی احادیث کتب صحاح ستہ میں بھی دیکھی جا سکتی ہیں ، بقیہ حالات زندگی حسب ذیل کتابوں میں دیکھئے :
تذکرۃالحفاظ ،جلد۱، ص ۴۱۶،۴۱۷۔ تاریخ البخاری ،جلد ۲ ، ص ۴۷۲۔ الجرح والتعدیل جلد ۱ ، ص۶۸۔ مختصر تاریخ دمشق ،جلد ۶، ص ۱۷۵۔تہذیب التہذیب جلد ۳ ، ص ۸۹ ، ۹۰ .

[3] ابو محمد سعید بن جبیر بن ہشام اسدی والبی؛آپ ۴۶ ہـ میں پیدا ہوئے ،اور ۹۵ھ میں ۴۹ ؍سال کے سن میں حجاج بن یوسف ثقفی کے ہاتھوں قتل ہوئے،آپ کی شہادت کے بعد ابن جبیر نے عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن عمر کی شاگردی اختیار کی ، یہ جملہ تابعین میں بہت ہی بلند پایہ کے عالم دین شمار کئے جاتے ہیں ، اور انہیں تفسیر قرآن لکھنے والے گروہ میں قدیم ترین مفسر قرآن مانا جاتا ہے، بقیہ حالات زندگی حسب ذیل کتابوں میں دیکھئے :
تذکرۃالحفاظ ،جلد۱، ص ۷۶،۷۷۔ طبقات ابن سعد جلد ۶،ص۲۵۶،۲۶۷۔ الجرح والتعدیل جلد ۱ ، ص۹۔تہذیب التہذیب جلد ۴ ، ص۱۱،۱۴.

[4] سورۂ شوری آیت ۲۳

[5] مذکورہ حدیث کو درج ذیل علمائے اہل سنت نے بھی نقل کیا ہے:
سیوطی ؛ تفسیردر منثور ج ۶ ، ص۷.حسکانی ؛ شواہد التنزیل جلد۲، ص ۱۴۵. حاکم؛مستدرک الصحیحین جلد۳ ، ص ۱۷۲. ابن حجر ؛ صواعق محرقۃ ص ۱۳۶۔ طبری ؛ ذخائر العقبی ص۹۔

ترجمہ:۔ابن منذر[1] ابن ابی حاتم[2] اور ابن مردویہ[3] نے اپنی تفاسیر میں اور طبرانی[4] نے اپنی کتاب ''المعجم الکبیر'' میں ابن عباس[5] سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت: (قُلْ لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْراً اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی) نازل ہوئی تو لوگوں نے رسول سے کہا : یا رسول اللہ

---

[1] ابو بکر محمد بن ابراہیم ابن منذر نیشاپوری ؛ آپ بہت بڑے حافظ ، فقیہ ، مجتہد اور مسجد الحرام کے پیش اما م تھے، آپ کی مشہور کتابیں : المبسوط فی الفقیہ ،الاشراف فی اختلاف العلماء اور کتاب الاجماع ہیں،آپ ۲۴۳ ھ میں متولد ہوئے اور ۳۱۸ ھ میں اللہ کو پیارے ہوگئے ،آپ کے بقیہ حالات زندگی حسب ذیل کتابوں میں دیکھئے :تذکرۃ الحفاظ جلد ۲ ، ص ۷۸۳ ، ۷۸۲۔ کتاب طبقات الشافعیہ جلد ۲، ص ۱۰۸ ، ۱۰۲ ۔ کتاب الاعلام جلد ۶ ، ص ۱۸۴۔شذرات الذہب جلد۲، ص ۲۸۰۔

[2] ابو محمد عبد الرحمن بن ابی حاتم محمدبن ادریس بن منذر تمیمی حنظلی رازی؛
آپ ۲۴۰ ھ میں شہر''رَےْ '' میں پیدا ہوئے اور ۳۲۷ ھ میں اسی شہر میں دنیا سے گزر گئے ، آپ کا اپنے زمانے کے مشہور محدثین میں شمار ہوتا تھا ،اور آ پ نے علم حدیث کو اپنے وا لد محترم اور فن جرح وتعدیل کے ماہر جناب ابو ذرعہ جیسے اساتذہ سے سیکھا ، اسی طرح آپ کا شمار علم قرائت کے مشہور علماء میں ہوتا تھا ، علم دین کی تلاش میں آپ نے مکہ ، دمشق ،مصر، اصفہان اور دیگر شہروں کی جانب متعدد سفر کئے ،بقیہ حالات زندگی حسب ذیل کتابوں میں دیکھئے :
تذکرۃ الحفاظ جلد۲ ، ص۸۳۲ ، ۸۲۹۔ کتاب طبقات الشافعیہ جلد ۲،ص ۳۲۸، ۳۲۴ ۔شذرات الذہب جلد۲، ص۳۰۸،۳۰۹۔ فوات الوفیات جلد۱ ص ۵۴۳ ، ۵۴۲۔ طبقات الحنابلہ جلد ۲، ص ۵۵۔ لسان المیزان جلد ۳، ص ۴۳۲ ، ۴۳۳۔
المیزان جلد ۳، ص ۴۳۲۔ مرآۃ الجنان جلد ۳، ص ۲۸۹۔

[3] ابو بکر بن ا حمد موسی بن مردویہ بن فورک اصفہانی؛ آپ ہی تفسیر ابن مردویہ،تاریخ ابن مردویہ ''و چند دیگر کتابوں کے مؤ لف ہیں،آپ کا شمار اپنے معاصر محدثین، مؤرخین ، مفسرین اور علم جغرافیہ کے جاننے والوں میں ہوتا ہے ، آ پکی پیدائش ۳۲۴ ھ میں اور وفات ۴۱۰ ھ میں ہوئی،بقیہ حالات زندگی حسب ذیل کتابوں میں دیکھئے :
تذکرۃ الحفاظ جلد ۲، ص ۱۰۵۱۔۱۰۵۰۔ اخبار اصفہان جلد ۱، ص ۱۶۸۔ المنتظم جلد ۳، ص ۲۹۴۔

[4] ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر لخمی شامی طبرانی ؛ آپ ۲۶۰ ھ میں شہر عکا میں متولد ہوئے ، اور سوسال کی عمر میں ۳۶۰ ھ میں شہر اصفہان میں انتقال کرگئے، آپ نے حدیث رسول کی تلاش میں حجاز ، یمن ، ایران اور الجزیرہ وغیرہ کے متعدد سفرکئے ، آپ کی اہم کتابیں یہ ہیں :المعجم الکبیر ، المعجم الاوسط اور المعجم الصغیر ، بقیہ حالات زندگی حسب ذیل کتابوں میں دیکھئے :
تذکرۃالحفاظ جلد ۳، ص ۹۱۲،۹۱۸۔ ذکراخبار اصفہان جلد ۱، ص ۳۲۵۔ میزان الاعتدال جلد ۲، ص ۱۹۰ ۔ النجوم الزاہرۃ جلد۴، ص ۵۹۔الاعلام جلد ۳، ص ۱۸۱۔ لسان المیزان جلد ۲، ص۷۴۔

[5] ابو العباس عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب قرشی ہاشمی؛ آپ حبر امت، جلیل القدر صحابی تھے ،آپ ہجرت کے تین سال پہلے دنیا میں آئے ، رسول اسلام نے دعا فرمائی تھی کہ خدا ان کو دین اسلام کا فقیہ قرار دے ، اور علم تاویل عطا فرمائے ، صحاح ستہ کے مؤلفین نے سولہ سو ساٹھ [۱۶۶۰] حدیثیں اپنی کتب صحاح میں ان سے نقل کی ہیں ، موصوف نے جنگ صفین اور جنگ جمل میں حضرت علی ۔ کی طرف سے شرکت کی تھی ، اور واحدی کے قول کے مطابق آپ کی وفات ۷۲ ، سال کی عمر میں ۶۸ ھ میں شہر طائف میں ہوئی ، بقیہ حالات زندگی حسب ذیل کتابوں میں دیکھئے :
وفیات الاعیان جلد ۳، ص ۶۳ ، ۶۲۔ الاصابۃ جلد۴ ، ص ۹۴ ،۹۰ ۔ جوامع السیرۃ ص ۲۷۶۔ تذکرۃ الحفاظ جلد ۱، ص ۴۲۵۔ العقد الثمین جلد ۵، ص۱۹۰۔ نکت الہمیان ص ۱۸۰ ۔ تاریخ دمشق جلد۶، ص ۲۶۰۔ الاعلام ج ۴، ص ۲۲۸۔ لسان المیزان جلد ۳ ص ۷۳۔

!آپ کے وہ قرابتدار کون لوگ ہیں جن کی محبت ہمارے اوپر فرض کی گئی ہے؟ تو رسولؐ نے ارشاد فرمایا: وہ علیؑ،[1] فاطمہؑ[2] اور ان کے دونوں بیٹے (امام حسن اور امام حسینؑ) ہیں۔[3] اسناد ومدارک کی تحقیق:

تیسری حدیث:

حسنہ سے مراد آل محمد کی محبت ہے اخرج ابن ابی حاتم، عن ابن عباس فی قولہ تعالی: (وَمَن يَقْتَرِفْ حَسَنَةً) قال: (المودة لآل محمد)

ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے اس آیۂ (ومن یقترف حسنۃ۔۔۔: اور جو شخص بھی ایک نیکی حاصل کرے گا ہم اس کے لئے اس کی خوبی میں اضافہ کردیں گے[4])

کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ آیت میں ''حسنۃ'' سے مراد آل محمدؐ کی مودت ہے[1]۔

---

[1] ابو الحسن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب[ص]؛ آپ کی ولادت بعثت سے دس سال قبل مکہ میں ہوئی، اور آغوش رسالت میں پرورش پائی،کتاب'' الاصابہ'' میں ابن حجر کے قول کے مطابق آپ ہی پہلے وہ فرد ہیں جنھوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا ،(اظہار اسلام کیا)آپ نے سوائے جنگ تبوک کے اسلام کی تما م مشہور جنگوں میں شرکت فرمائی، کیونکہ اس جنگ میں آپ مدینہ میں رسول کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے قیام پذیر رہے ، آپ کے بیشمارفضائل ہیں ، چنانچہ امام احمد بن حنبل کہتے ہیں:
جتنے فضائل و مناقب علی ۔کے لئے رسولؐ سے نقل ہوئے ہیں اس مقدار میں کسی بھی صحابی کیلئے نقل نہیں ہوئے ہیں،آپ کی شہادت ۲۱ ؍ رمضان المبارک ۴۰ ہـ میں ہوئی، بقیہ حالات زندگی حسب ذیل کتابوں میں دیکھئے :
الاصابۃ جلد ۴، ص ۲۷۱، ۲۶۹۔ تذکرۃ الحفاظ جلد۱ ، ص ۱۲ ، ۱۰۔ حلیۃ الاولیاء جلد ۱، ص ۷۸، ۶۱۔ الاستیعاب جلد ۲ص ۴۶۱۔ اسد الغابۃ جلد ۴، ص ۲۹۲۔

[2] آپ ہی سیدۃ نساء العالمین ، حسنین ۲۲۸ کی مادر گرامی ، جناب خدیجہ کی لخت جگراوررسول اسلام کی دختر نیک اختر ہیں،آپ خدا کے نبی کے نزدیک سب سے زیادہ عزیز تھیں ،آپ کی ذات سے رسول کی نسل چلی ، بعض اقوال کی بنا پر آپ کی ولادت با سعادت ؛ ۲۰ ؍ جمادی الثانیہ بروز جمعہ،بعثت سے دوسال قبل شہر مکہ میں ہوئی ، البتہ شیخ کلینی اور ابن شہر آشوب نے شہزادی کی تاریخ ولادت کو بعثت سے پانچ سال قبل حضرت امام جعفر صادق ۔ سے نقل فرمائی ہے، اور یہی مشہور بھی ہے ، اور امام جعفر صادق ۔ کے نقل کے مطابق آپ کے شہادت ۳؍ جمادی الثانیہ ۱۱ ھ میں ہوئی.دیکھئے:
کتاب اعیان الشیۃ جلد ۲، ص ۳۲۰،۲۷۱ .

[3] اس حدیث کو اہل سنت کے مشہورو جلیل القدر علماء نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے، چنانچہ حسب ذیل کتابیں دیکھئے:
سیوطی ؛ در منثور جلد۶، ص۷.
(سیوطی نے سعید بن جبیر سے اور انھوں نے ابن عباس سے اس حدیث کو نقل کیا ہے).
طبرانی المعجم الکبیر ؛جلد ۱ ،ص ۱۲۵ .(قلمی نسخہ، ظاہریہ لائبریری، دمشق سوریہ).
ابن حجرہیثمی ؛ مجمع الزوائد جلد ۹، ص ۱۱۸۔محب الدین طبری ؛ ذخائر العقبی ص ۲۵۔
محب الدین طبری کہتے ہیں : اس حدیث کو احمد بن حنبل نے اپنی اپنی کتاب'' المناقب'' میں نقل کیا ہے.
ابن صباغ مالکی ؛ الفصول المہمۃص ۲۹.
ابن صباغ نے بغوی سے مرفوع سند کے ساتھ ابن عباس سے اس حدیث کونقل کیا ہے.
قرطبی ؛ا لجامع لاحکام القرآن جلد۱۶، ص ۲۲،۲۱.
قرطبی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: اس حدیث میں دو بیٹوں سے مراد رسول اسلام کے دونوں نواسے حسنین ۲۲۸ ہیں جو جوانان جنت کے سردار ہیں.
تفسیر کشاف جلد ۲، ص ۳۳۹۔ اسعاف الراغبین ص ۲۰۵۔ ارشاد العقل السلیم جلد۱، ص ۶۶۵. حلیۃ الاولیاء جلد ۳ ، ص ۲۰۱ ۔ مسند امام احمد بن حنبل جلد ۱ ، ص ۲۲۹۔ شواہد التنزیل جلد ۲، ص ۳۰ و ص ۱۵۰۔ تفسیر طبری جلد ۲۵ ، ص ۱۷۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۴ ، ۱۱۲۔ الصواعق المحرقۃ ص ۱۰۱۔ نزل الابرار ص ۳۱۔ ینابیع المودۃ ص ۲۶۸. الغدیر جلد ۳، ص ۱۲۷ .

[4] سورہ شوری آیت ۲۳ .

چوتھی حدیث:

ایمان کا دار و مدار آل محمد کی محبت ومودت پر ہے اخرج احمد ، والترّمذی و صححہ ،والنسائی والحاکم ،عن المطلب بن ربیعۃ ؛ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: (واللہ لا یدخل قلب امریء مسلم ایمان حتی یحبکم للہ ولقرابتی)احمد[٢]،ترمذی[٣](صحیح سند کے ساتھ)، نسائی[٤] اور حاکم نے مطلب بن ربیعہ[٥] سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلامؐ نے فرمایا : قسم بخدا کسی بھی مسلم مرد کے دل میں اس وقت تک ''ایمان[٦]'' داخل ہی نہیں ہو سکتا جب تک وہ خدا کی رضایت اور میری قرابتداری کی وجہ سے تم (اہل بیت) کو دوست نہ رکھے،

اسناد ومدارک کی تحقیق:

---

[١] مذکورہ حدیث علمائے اہل سنت کی دیگر کتابوں میں بھی نقل کی گئی ہے ، چنانچہ مندرجہ ذیل کتابیں ملاحظہ فرمائیں :
سیوطی ؛ تفسیر در منثور جلد ۶ ، ص ۷۔ تفسیر کشاف جلد ۳، ص ۴۶۸۔ الفصول المہمۃ ص۲۹۔ الجامع لا حکام القرآن جلد ۱۶ ،ص ۲۴۔
قرطبی مذکورہ آیت کی تفسیرمیں کہتے ہیں : اقتراف کے معنی حاصل اور اکتساب کرنے کے ہیں جس کا مادہ قرف بمعنی کسب ہے،اور اقتراف بمعنی اکتساب آیا ہے .
الصواعق المحرقۃ ص ۱۰۱۔ الشواہد التنزیل جلد ۲ ،ص ۱۴۷۔ فضائل الخمسۃ ج ۲، ص ۶۷۔

[٢] ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال ذہلی شیبانی مروزی بغدادی ؛ آپ ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے، اور ۷۷ سال گزار کر ۲۴۱ ھ میں شہر بغداد میں چل بسے ، آپ کو اہل سنت کے فقہی چاروں اماموں میں سے ایک جلیل القدر امام کے طور پر مانا اور پہنچانا جاتاہے ، آپ ایک بلند پایہ کے حافظ اور محدث تھے ،یہاں تک کہ دس لاکھ حدیثیں آ پ کو یاد تھیں، آ پ کی اہم ترین کتاب ''المسند'' ہے، آپ کی سوانح عمری درج ذیل کتابوں میں نقل کی گئی ہے :
شذرات الذہب ، جلد ۲ ، ص ۹۸ ،۹۶۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ، ص ۴۴۲، ۴۴۱ .

[٣] ابو عیسی محمد بن عیسی بن سورہ بن موسی بن ضحاک سلمی ترمذی ؛ آپ جلیل القدر محدث، نابینااور امام بخاری کے خاص شاگرد تھے ،آپ ۲۱۰ ھ میں پیدا ہوئے، اور ۲۷۹ ھ میں شہر ترمذ میں گزر گئے ، اشتیاق علم میں خراسان ، عراق ، اوردیگر شہروں وغیرہ کا سفر کیا ، آپ کی سوانح عمری درج ذیل کتابوں نقل کی گئی ہے :
تذکرۃ الحفاظ جلد ۲ ، ص ۴۳۵ ، ۴۳۳۔ شذرات الذہب جلد۲، ص۳۰۹،۳۰۸۔ وفیات الاعیان جلد۱ ص۶۱۶۔ میزان الاعتدال ج ۳، ص ۱۱۷۔لباب ابن اثیر ج ۱، ص ۱۷۴۔ مرآۃ الجنان جلد ۲، ص ۱۹۳۔ النجوم الزاہرہ ج ۳، ص۷۱۔ تہذیب التہذیب ج ۹، ص ۳۸۷۔

[٤] ابوعبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر النسائی؛ آپ ۲۱۵ ھ میں شہر نساء(خراسان کا ایک شہر) میں متولد ہوئے ،اور ۳۰۳ ھ میں ۸۸سال کے سن میں فلسطین میں وفات پائی ،کہا جاتا ہے کہ آ پ کے جنازے کو فلسطین سے مکہ لاکر وہاں دفن کیا گیا ، آپ اشتیاق علم میں خراسان ، عراق ، حجاز ، شام اور مصر کے علماء کی خدمت میں گئے، اور ان سے حدیث کے بارے میں کسب فیض کیا ،آ پ کا بزرگ علمائے محدثین میں شمار ہوتا ہے ، آپ ایک مدت تک مصر میں قیام پذیر رہے ، اس کے بعد دمشق میں سکونت اختیار کی ، آ پ کی مشہور کتابیں'' السنن اور الخصائص'' ہیں ،آپ کی سوانح عمری درج ذیل کتابوں نقل کی گئی ہے :
طبقات الشافعیۃج ۳، ص ۱۶، ۱۴۔ شذرات الذہب جلد۲، ص۲۴۱،۲۳۹۔ وفیات الاعیان جلد۱ ص۲۵۔ مرآۃ الجنان جلد ۲، ص۲۴۔ تہذیب التہذیب ج۱۰، ص۳۶۔

[٥] آپ مطلب بن ربیعہ بن حرث بن عبد المطلب بن ہاشم ہاشمی یعنی ربیعہ (بن حرث) اور ام الحکم(بنت زبیر بن عبد المطلب) کے بیٹے ہیں ،آپ نے رسول اور علیؑ سے احادیث نقل کی ہیں ، اور جن لوگوں نے آپ سے حدیثیں نقل کی ہیں وہ یہ حضرات ہیں : خود آپ کے بیٹے عبد اللہ اور عبد بن حرث بن نوفل ہیں ، علمائے انساب نے آپ کو مطلب کے نام سے یاد کیا ہے حالانکہ بعض محدثین آپ کو عبد المطلب کے نام سے جانتے ہیں ، آپ پہلے مدینہ میں پھر شام میں رہنے لگے ، اور یہیں ۶۲ ھ میں وفات پائی ، آپ کی سوانح عمری درج ذیل کتابوں میں نقل کی گئی ہے :
الاصابۃ جلد ۴ ، ص۱۹۱۔ نیز جلد ۶، ص ۱۰۴۔ الاستیعاب جلد ۳، ص ۴۱۳۔

[٦] مذکورہ حدیث نقل کئے گئے حوالوں کے بعض نسخوں میں کلمہ ایمان نہیں آیا ہے لہٰذا اس صورت میں حدیث کے معنی اس طرح ہوں گے : خدا کسی مسلمان کے دل میں داخل نہیں ہوگا جب تک کہ تم کو خدا کیلئے اور میری قرابت کی خاطر دوست نہ رکھے .

[٧] مذکورہ حدیث کو امام احمد بن حنبل نے اپنی تمام اسناد کے ساتھ اس طرح نقل کیا ہے: ایک مرتبہ جناب عبا س یعنی رسول کے چچا آپؐ کے پاس آئے، اور کہنے لگے: یا رسول اللہ! کچھ مقامات پر میں نے دیکھا کہ قریش آپس میں باتیں کررہے تھے ،لیکن جب میں وہاں پہنچا تو وہ سب خاموش ہوگئے ،یہ سنکر رسول بہت نا راض ہوئے اور فرمایا :
((واللہ لا یدخل قلب امری مسلم ایمان حتی یحبکم اللہ ولقرابتی))
المسند جلد ۳، ص۲۱۰،حدیث نمبر :۱۷۷۔ ترمذی؛ الجامع الصحیح ج ۳، ص ۳۰۵ ، ۳۰۴۔ باب مناقب عباس ابن عبد المطلب .

پانچویں حدیث:

اہل بیت کے بارے میں خدا کا لحاظ کرو اخرج مسلم، والترمذی والنسائی، عن زید بن ارقم ؛ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: (اذکرکم اللہ فی اہل بیتی) مسلم[1]، ترمذی اور نسائی نے زید بن ارقم[2] سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے ارشاد فرمایا : اے میری امت والو! میں تم کو اپنے اہل بیت کے بارے میں خدا کو یاد دلاتا ہوں، (ان کا خیال رکھنا کیونکہ میں قیامت میں تم سے ان کے بارے میں سوال کروں گا اگر تم نے ان سے نیکی کی تو خدا کی رحمت تمھارے شامل حال ہوگی اور اگر تم نے انھیں ستایا تو اس کے عذاب سے ڈرو، اقتباس از احادیث[3])

(ترمذی کہتے ہیں :یہ حدیث صحیح ہے). سیوطی ؛ الدر المنثور ج ۶ ،ص ۷.(سیوطی نے اس حدیث کو آیہ مودت کے ذیل میں نقل کیا ہے) . طبری ؛ ذخائر العقبی ص ۲۹ ۔ متقی ہندی ؛کنزالعمال ج ۶، ص ۲۱۸. خطیب تبریزی ؛مشکاۃ المصابیح ج ۳، ص ۲۵۹ ، ۲۵۸.

[1] آپ کا پورا نام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری ہے آپ ۲۰۲ ہجری ھ (یا۲۰۶)میں متولد ہوئے ، او ر ۲۶۱ ہجری ھ میں (دیہات)نصر آباد ،ضلع نیشاپور میں وفات ہوئی ،آپ نے بغداد کے کئی مرتبہ سفر کئے ، آپ بہت بڑے محدث اور عالم دین تھے ، آپ کی مشہور کتاب الجامع الصحیح (صحیح مسلم)ہے، اورآپ کی سوانح عمری درج ذیل کتابوں میں نقل کی گئی ہے :
تذکرۃ الحفاظ ج ۲، ص ۱۵۰.طبقات الحنابلہ ص۲۴۶. مرآۃ الجنان ج ۲ ص۱۷۴. وفیات الاعیان ج۲، ص۱۱۹. تاریخ بغداد ج ۳، ص ۱۰۰.بستان المحدثین ص ۱۰۴.

[2] زید بن ارقم بن زید انصاری خزرجی؛ ذہبی نے آپ کو بیعت رضوان والوں میں شمار کیا ہے ، موصوف نے تقریباً ۱۷ غزووں(جنگوں) میں رسول اسلام کے ساتھ شرکت کی ، اور جنگ صفین میں حضرت علی ؑ کی طرف سے شرکت فرمائی ، او ر ۶۶ ہجری ھ میں جناب مختار کے دور حکومت کوفہ میں وفات پائی ،آپ کی سوانح عمری درج ذیل کتابوں میں نقل کی گئی ہے :
تذکرۃ الحفاظ ج۱، ص ۴۵.الاصابۃ ج ۳،ص ۲۱. الاستیعاب ج ۱ص ۵۶۶،۵۷۸.

[3] مذکورہ حدیث کو سیوطی نے اس جگہ اختصار کے ساتھ نقل کی ہے، لیکن امام مسلم نے اس حدیث کوتفصیل کے ساتھ اس طرح نقل کیا ہے:حدثنی یزید بن حیان؛ قال:انطلقت اناوحُصَین بن سَبْرَۃوعمر بن مسلم، الی زید بن ارقم،فلمّا جلسنااليہ، قال لہ حُصَین: یازید !لقد لقیت خیرا کثیرا، رأیت رسولَ اللّٰہ، وسمعت حدیثہ،وغزوت معہ،و صلیت خلفہ، لقد لقیت یا زیدُ !خیرا کثیراً، حدثنا یا زید! ما سمعت من رسولّ اللّٰہ، قال یابن اخی:واللّٰہ لقد کَبرت سنی،وقَدُمَ عہدی،و نسیت بعض الذی أعِی من رسولّ اللّٰہ، فماحدّثتُکم فاقبلوا،ومالا.فلاتکلفونیہ.ثم قال:قام رسولّ اللّٰہ یوما فینا خطیباًبماءٍ یُدْعیٰ خمأبین مکۃ و المدینۃ، فحَمِد اللّٰہَ و اَثْنیٰ علیہ و وعظ و ذکّر،ثم قال: اَما بعدُ :الَاَ یا ایہا الناس! فانما انا بشر یوشک ان یأتِیَ رسولّ ربی، فأُجیب،و اَنَا تارِکٌ فِیْکُمْ ثَقَلَیْن اَوَّلُہُماَ کتابُ اللّٰہ ،فِیْہِ الْہُدیٰ وَ النُّورُ فَخُذُوا بکِتَاب اللّٰہِ وَاسْتَمْسِکُوْا بہ، فَحَث بِکِتَابِ اللّٰہ وَ رَغَّبَ فِیْہِ، ثم قاَلَ: وَ اَہْلُ بَیْتِی اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہ فی اَہْلِ بَیْتِی اُذَکِّرُ کُمُ اللّٰہ فِی اَہْلِ بَیْتِی اُذَکِرُکُمُ اللّٰہ فِی اَہْلِ بَیْتی ثلَاَثاً،فقال لہ حصین :و من اہل بیتہ؟ یازید !أَلَیس نساءُہ من اہل بیتہ؟ قال: نساۂ من اہل بیتہ، و لکن اہل بیتہ من حُرِم الصّدقۃ بعدہ ،قال :و من ہم؟ قال: ہم آلُ عَلی ،وآل عقیل، و آل جعفر ،وآل عباس، قال: کل ہٰؤلاء حُرِم الصدقۃُ،قال: نعم---''.
مسلم نے روایت کی ہے کہ یزید بن حیاّن کہتے ہیں: ایک مرتبہ میں اور حُصَین بن سبرہ اور عامربن مسلم، زید بن ارقم کے پاس گئے، اور زید بن ارقم کی مجلس میں بیٹھ گئے، اور حصین زید سے اس طرح گفتگو کرنے لگے:''اے زید بن ارقم !تو نے خیر کثیر کو حاصل کیا ہے، کیو نکہ تورسول خداؐ کے دیدار سے مشرف ہو چکا ہے، اور حضرتؐ کی گفتگو سے فیض حاصل کرچکاہے، اور تونے رسول کے ساتھ جنگوں میں شرکت کی، اور حضرتؐ کی اقتداء میں نماز پڑھی، اس طرح تو نے خیر کثیر کو حاصل کیا ہے، لہٰذا جو تونے رسولؐ سے سنا ہے اسے ہمارے لئے بھی نقل کر!زید بن ارقم کہتے ہیں: اے برادر زادہ !اب تو میں بوڑھا ہوگیا ہوں، اور میری عمر گزر چکی ہے، چنانچہ بہت کچھ کلام رسولؐ میں فراموش کرچکا ہوں، لہٰذا جو بھی کہہ رہا ہوں اسے قبول کرلینا،اور جہاں سکوت کرلوں تو اصرار نہ کرنا،اس کے بعد زید بن ارقم کہتے ہیں: ایک روز رسول اسلام مکہ اور مدینہ کے درمیان میدان غدیر خم میں کھڑے ہوئے، اور ایک خطبہ ارشاد فرمایا، اور بعد از حمد و ثنا و موعظہ و نصیحت فرمایا: اے لوگو !میں بھی تمہاری طرح بشر ہوں لہٰذا ممکن ہے کہ موت کا فرشتہ میرے سراغ میں بھی آئے ،اور مجھے موت سے ہم کنار ہونا پڑے ،(لیکن یہ یاد رکھو) یہ دو گرانقدر امانتیں میں تمہارے درمیان چھوڑے جا رہا ہوں، ان میں سے پہلی کتاب خدا ہے جو ہدایت کرنے والی اور روشنی دینے والی ہے، لہٰذا کتاب خدا کا دامن نہ چھوٹنے پائے اس سے متمسک رہو، اور اس سے بہرہ مند رہو، اس کے بعد آپ نے فرمایا:
اے لوگو!دوسری میری گرانقدر امانت میرے اہل بیت ہیں ،اور میرے اہل بیت کے بارے میں خدا سے خوف کرنا ،اور ان کو فراموش نہ کرنا (یہ جملہ تین مرتبہ تکرار کیا).
زید نے جب تمام حدیث بیان کردی، تو حصین نے پوچھا: اہل بیت رسولؐ کون ہیں جن کے بارے میں اس قدر سفارش کی گئی ہے؟ کیا رسولؐ کی بیویاں اہل بیت میں داخل ہیں؟
زید ابن ارقم نے کہا: ہاں رسولؐ کی بیویاں بھی اہل بیت میں ہیں مگر ان اہل بیت میں نہیں جن کی سفارش رسولؐ فرمارہے ہیں، بلکہ یہ وہ

چھٹی حدیث:

کتاب خدا اور اہل بیت سے تمسک ضروری ہے اخرج الترمذی و حسنہ ، والحاکم ،عن زید بن ارقم ؛قال: قال رسول للہ صلى الله عليه وآله وسلم : (انی تارک فیکم ماان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی ،کتاب اللہ ، وعترتی اہل بیتی و لن یفترقاحتی یرداعلیّ الحوض،فانظرواکیف تخلفونی فیھما)ترمذی (حسن سند کے ساتھ)اور حاکم نے زید بن ارقم سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے فرمایا :اے لوگو! میں تمھارے درمیان وہ چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم نے اس سے تمسک کیا تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے،اور وہ کتاب خدا اور میری عترت ہے، جو میرے اہل بیت ہیں،اور دیکھو یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز ہر گز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ یہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے،(لہٰذا اچھی طرح اور خوب سمجھ بوجھ لو!)تم میرے بعد ان کے بارے میں کیا رویہ اختیار کرتے ہو،اور ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو![1]؟اسناد ومدارک کی تحقیق:

اہل بیت ہیں جن پر صدقہ حرام ہے.
حصین نے پوچھا : وہ کون حضرات ہیں جن پر صدقہ حرام ہے؟
زید بن ارقم نے کہا :وہ اولاد علی ؑ ، فرزندان عقیل و جعفر و عباس ہیں!
حصین نے کہا: ان تمام لوگوں پر صدقہ حرام ہے ؟ زید نے کہا: ہاں.
عرض مترجم: اس حدیث کو مسلم نے متعدد اسناد کے ساتھ اپنی صحیح میں نقل کیا ہے لیکن افسوس کہ حدیث کا وہ جملہ جو غدیر خم سے متعلق تھاحذف کردیا ہے، حالانکہ حدیث غدیر کے سینکڑوں راویوں میں سے ایک راوی زید بن ارقم ہیں جو یہ کہتے تھے :''اس وقت رسولؐ نے فرمایا : خدا وند متعال میرا اور تمام مومنین کا مولا ہے، اس کے بعد علی ؑ کے ہاتھ کو پکڑا اور فرمایا :جس کا میں مولا ہوں یہ علی اس کے مولا و آقا ہیں، خدایا ! جو اس کو دوست رکھے تو اس کو دوست رکھ، اور جو اس کو دشمن رکھے تو اس کو دشمن رکھ''
البتہ زید بن ارقم نے اپنے عقیدہ کے لحاظ سے اہل بیت کے مصداق میں بھی فرق کر دیا ہے، حالانکہ خود رسولؐ نے اہل بیت سے مراد آیۂ تطہیر اور آیۂ مباہلہ کے ذیل میں بیان فرما دیا تھا .
یہ روایت مندرجہ ذیل کتابوں میں بھی نقل کی گئی ہے:
مسند احمد بن حنبل ج ۴، ص ۴۶۷ ،۴۶۶۔ کنزالعمال ج ۱، ص ۱۵۹، ۱۵۸۔ سیوطی؛ در منثور ج۶،ص۷۔
(مذکورہ حدیث سیوطی نے اس کتاب میں ترمذی اور مسلم سے نقل کی ہے).
اکلیل ص ۱۹۰۔ القول الفصل ج ۱،ص۴۸۹۔ عین المیزان ص ۱۲ فتح البیان ج۷، ص ۲۷۷۔

[1] مذکورہ حدیث کو ترمذی نے باب مناقب اہل بیت میں نقل کیا ہے ، اور حدیث نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: یہ حدیث حسن اور غریب ہے.
دیکھئے : الجامع الصحیح(ترمذی شریف) ج ۲ ، ص۳۰۸۔
البتہ حاکم نیشاپوری نے اس حدیث کو اس طرح نقل کیا ہے :
جب رسول خدا صلى الله عليه وسلم حجۃ الوداع سے واپس ہوئے تو غدیر خم کے مقام پرٹھہر نے کا حکم دیا اور کہا یہاں سائبان لگایا جائے، پھر فرمایا :
کانی قد دعیت فاجبت،انی تارک فیکم الثقلین احدہمااکبر من الآخر کتاب اللہ ، وعترتی، فانظرواکیف تخلفونی فیہما،و لن یفترقاحتی یرداعلیّ الحوض،ثم قال صلى الله عليه وسلم :ان اللہ عز وجل مولای و انا مولی کل مومن ،ثم اخذ بید علیؑ فقال: صلى الله عليه وسلم ''من کنت مولاہ فہذاولیہ، اللّھم وال من والاہ وعاد من عاداہ .
گویا میرے لئے خدا کی طرف سے دعوت ہونے والی ہے جسے مجھے یقیناً قبول کرنا ہوگا،میں تمہارے درمیا ن دو گرانقدر چیزیں چھوڑ رہا ہوں، ان میں سے ایک؛ د وسرے سے اکبر ہے(یعنی ایک ثقل اکبر ہے اور دوسری ثقل اصغر) اوریہ کتاب خدا ہے اور میری عترت ، پس دیکھو کہ تم میرے بعد کیا ان کے ساتھ سلوک کرتے ہو، یعنی ان کا احترام کرتے ہو یا نہیں ؟ یقیناً وہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے،اور میرے پاس حوض کوثر پروارد ہونگے،اس وقت فرمایا :بیشک میرا مولااور سر پرست خدا ہے، اور میں تمام مومنین کا

ساتویں حدیث:

کتاب خدا اور اہل بیت تا بہ حوض کوثر ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گےاخرج عبد بن حُمَید ،فی مسندہ ،عن زید بن ثابت ؛ قال: قال رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ((انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ بعدی لن تضلوا،کتاب اللہ و عترتی اہل بیتی ، و انہما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض))

عبد بن حمید[1] اپنی مسند میں زید بن ثابت[2] سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا: اے لوگو! میں تمھارے درمیان وہ چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم نے اس سے تمسک کیا تو میرے بعد گمراہ نہ ہوگے،اور وہ کتاب خدا اور میری عترت ہے جو میرے اہل بیت ہیں ،اور یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ یہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہونگے[3]۔

مولا ہوں ، پھر علی ۔ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا : جس کا میں مولا ہوں اس کا ولی اور آقا علی ہے اے میرے خدا !تو دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے ، اور دشمن رکھ اس کو جو علی کو دشمن رکھے.

حاکم اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں : مذکورہ حدیث شرط شیخین(بخاری اور مسلم) کی روشنی میں صحیح ہے.

ایک وضاحت: امام بخاری اور مسلم نے اپنی کتابوں میں مخصوص شرائط کے ساتھ حدیثوں کونقل کیا ہے،ممکن ہے ایک حدیث ان حضرات کے نزدیک صحت(اور صحیح ہونے)کے شرائط پر نہ اترے لیکن دوسرے محدثین کے نزدیک صحیح ہو ،یا ان کے نزدیک کوئی حدیث صحیح ہو لیکن دوسروں کی نزدیک ضعیف ہو، اور نیز خود ان حضرات کے درمیا ن بھی حدیث کے شرائط صحت کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے، چنانچہ مسلم نے احادیث کو تین حصوں پر تقسیم کیا ہے

[1] وہ احادیث جن کے راوی اعتقاد کے اعتبارسے درست اور نقل روایت میں متقن ہوں،اور ان کی روایتوں میں نہ کسی قسم کی فاحش غلطی اور نہ ہی ان روایتوں کے اندر کوئی شدید اختلاف پایا جاتاہو

[2] وہ احادیث جن کے راوی حفظ اور اتقان میں پہلے درجہ تک نہ پہنچیں

[3] وہ احادیث جن کے راوی اکثر محدثین کے نزدیک کذب بیانی میں متہم ہوں.

مسلم نے اپنی کتاب میں مذکورہ تیسرے طبقے سے روایت نقل نہیں کی ہے.

امام بخاری کی شرط صحت کے بارے میں حافظ ابو الفضل بن طاہر کہتے ہیں:

احادیث کے تمام راوی موثق ہوں ، اور ان کی وثاقت تمام محدثین کے نزدیک متفق علیہ ہونے کے ساتھ ان کی سند بھی متصل ہو ، نیز سند مشہور صحابہ میں سے کسی ایک تک منتہی ہوتی ہو.

حافظ ابو بکر حازمی کہتے ہیں : شرط صحت بخاری کا مطلب یہ ہے کہ حدیث کے تمام اسناد متصل ہوں ، اور راوی مسلمان اور صادق ہو، اور ان میں کسی طرح کی خیانت اور غش نہ پائی جائے ، اور عادل ، حافظہ قوی اورعقیدہ سالم ہو،نیزہر قسم کے اشتباہات سے دور ہو ں.

مزید معلومات کیلئے حسب ذیل کتابیں دیکھئے :

صحیح مسلم ج ۱، ص۲ ۔فتح ا لباری شرح صحیح ا لبخاری ج ۱، ص۷۔ مترجم .

نسائی نے بھی مذکورہ حدیث کو الفاظ کے کچھ اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے ،اور حدیث کے آخر میں یہ جملہ بھی نقل کیا ہے کہ زید سے جب کسی نے دریافت کیا کہ کیا تم نے اس حدیث کو خود اپنے کانوں سے سنا ہے ؟تو انھوں نے کہا: ایسا کوئی فردنہیں جو اس سائبان کے نیچے ہواور اس نے اس حدیث کو نہ سنا ہو.

قارئین کرام !مذکورہ کتابوں کے علاوہ درج ذیل کتابوں میں بھی یہ حدیث نقل کی گئی ہے:

کنزالعمال ج ۱،ص ۱۵۴۔ذخائر العقبی باب فضائل اہل بیت ۔ مسند احمد بن حنبل ، ج ۳ ، ص ۱۷و ج۴ص ۳۶۶۔ سنن بیہقی ج ۲، ص ۱۴۸، ج ۷،ص ۳۰ ۔سنن دارمی ج ۲ ،ص ۴۳۱۔ مشکل الآثار ج ۴، ص ۳۶۸۔ اسد الغابۃ ج ۲، ص ۱۲ ۔ مستدرک الصحیحین ج ۳،ص ۱۰۹و ص ۱۴۸۔ مجمع الزوائد جلد ۱،ص ۱۶۳۔و جلد ۱۰، ص ۳۶۳۔ طبقات ابن سعد جلد ۲، ص ۲ ۔ حلیۃ الاولیاء جلد ۱ ،ص۳۵۵۔ تاریخ بغداد جلد ۸، ص ۴۴۲۔ الصواعق المحرقۃ ص ۷۵۔ الریاض النضرۃ جلد۲، ص ۱۷۷ ۔ نزل الابرار ص ۳۳۔ینابیع المودۃ، ص ۳۱۔ مصابیح السنۃ ص ۲۰۵۔ جامع الاصول جلد۱ ،ص ۱۸۷۔ المواہب اللدنیۃ جلد۷، ص ۷۔

آٹھویں حدیث:

حدیث ثقلین اخرج احمد ،وابو یَعلی ، عن ابی سعید الخُدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: (انی اوشک ان ادعی فاجیب،و انی تارک فیکم الثقلین ،کتاب اللہ، وعترتی اہل بیتی و ان اللطیف الخبیر خبرّنی انہما لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض،فانظروا کیف تخلفونی فیہما)

احمد اورابو یعلی[1] نے ابی سعید خدری[2] سے نقل کیا ہے کہ حضرت رسالتمآب نے اپنے (اصحاب کو مخاطب قرار دیتے ہوئے)فرمایا : مجھے عنقریب بلایا جائے گا اور میں چلا جاؤں گا،چنانچہ میں تمھارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں: (ایک) کتاب خدا اور (دوسری) میری عترت، جو میرے اہل بیت ہیں ،اور بیشک خدائے لطیف و خبیر نے مجھے آگاہ فرمایا ہے کہ یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ یہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گی پس میں دیکھتا ہوں کہ میرے بعد تم ان کے بارے میں کیا رویہ اختیار کرتے ہو،اور ان سے کیا سلوک کرتے ہو؟[3] اسناد و مدارک کی تحقیق:

نویں حدیث:

اگر رسول کے دوستدار ہونا چاہتے ہو تو اہل بیت سے محبت کرو اخرج الترمذی وحسنہ والطبرانی ،عن ابن عباس؛ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : (احبوا اللہ لما یغذوکم بہ من نعمہ ،واحبونی لحب اللہ، واحبوا اہل بیتی لحبی) ترمذی (حسن سند کے ساتھ)اور طبرانی نے

---

[1] حافظ ابو یعلی احمد بن علی بن مثنی بن یحی بن عیسی بن ہلال تمیمی موصلی ؛ آ پ ہی محدث الجزیرہ اور کتاب المسند الکبیر کے مؤلف ہیں، آپ ۲۱۰ ہجری میں شہر موصل عراق میں پیدا ہوئے، اور ۳۰۷ ھ میں وفات پائی ، آپ نے احمد بن حاتم بن طویل ، یحی بن معین اور دوسرے لوگوں سے روایتیں سنی اور پھر انھیں نقل کیاہے ، آ پ کی مشہور کتاب المسند الکبیر ہے ، بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں دیکھئے معجم البلدان جلد۵، ص ۲۲۵۔ شذرات الذہب جلد ۲،ص ۲۵۰۔ تذکرۃ الحفاظ جلد۲، ص۷۰۹، ۷۰۷۔

[2] ابو سعید سعد بن مالک بن سنان بن عبید انصاری خزرجی مدنی خدری؛ آپ کی ہجرت کے تین سال قبل پیدائش ہوئی ،اور ۷۲ ھ میں وفات ہوگئی ، آپ رسول کے ان صحابہ میں سے تھے ، جوآپ کے ساتھ اکثر ساتھ رہا کرتے تھے،آپ نے بیعت الشجرہ میں شرکت کی ،اور ۱۲، غزووں میں رسول اسلام کے ہم رکاب جنگ کی ، آپ کے باپ شہدائے احد سے تھے ، آپ سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں تقریباً ۵۲ حدیثیں نقل کی گئی ہیں ،بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں دیکھئے:
حلیۃ الاولیاء ج ۱ ،ص ۲۹۹۔الاصابۃ ج۲، ص ۸۶، ۸۵۔ الاستیعاب ج ۴، ص ۸۹، ۔ تذکرۃ الحفاظ ج۱، ص۴۴۔

[3] مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے:
مسند احمد بن حنبل ج ۲ ، ص ۷۱۔ مسند ابو یعلی ج ۱ ،ص ۳۸۷۔
(یہ قلمی نسخہ ہے جو ظاہریہ لائبریری دمشق میں موجود ہے)۔
معجم طبرانی ج۱،ص ۱۲۹۔ (قلمی نسخہ) ۔ کنز العمال ج۱، ص ۱۸۶، ۱۶۷۔ طبقات ابن سعد ج۲ ،ص ۱۹۴ ۔ ذخائر العقبی ص ۱۶۔

ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ رسولؐ نے فرمایا : اے لوگو!خدا کو دوست رکھو کیونکہ وہ تمھیں اپنی نعمتوں سے شکم سیر اور آسودہ کرتا ہے ،اور مجھے بھی خدا کیلئے دوست رکھو،اور میری محبت کے واسطے میرے اہل بیت سے محبت کرو [1]۔

دسویں حدیث:

اہل بیتؑ کی بارے میں رسولؐ کا خیال رکھواخرج البخاری ،عن ابی بکر الصدیقؓ ؛ قال: ((ارقبوا محمداًرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی اہل بیتہ)

امام بخاری [2] حضرت ابوبکر صدیقؓ [3] سے نقل کرتے ہیں : رسول اسلام کا ان کے اہل بیت [4] کے بارے میں پورا پورا لحاظ اور پاس رکھواسناد و مدارک کی تحقیق:

---

[1] مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے:
الجامع الصحیح ج۲ ،ص ۳۰۸، باب ''مناقب اہل بیت''
(ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث سند کے اعتبار سے حسن اور غریب ہے).
معجم الکبیر للطبرانی ج ۱ ،ص ۱۲۵۔ ج ۳، ص ۹۳۔
سیوطی نے اس کتاب کے علاوہ تفسیردرمنثور میں ترمذی، طبرانی ،حاکم اور بیہقی سے اس حدیث کو نقل کیا ہے .
مستدرک الحاکم ج۲،ص ۱۴۹۔ کنز العمال ج ۶، ص ۳۱۶۔ منتخب کنز العمال ج۵، ص ۹۳۔ جامع الاصول ابن اثیر ج۹، ص۱۵۴۔جلد ۱۰، ص ۱۱۰۔ تاریخ ج ۴،ص ۱۵۹۔ اسد الغابۃ ج۲، ص۱۲۔ذخائر العقبی ص ۱۸۔ مسترک الصحیحین ج۳،ص ۱۵۰۔ میزان الاعتدال ج۲، ص ۴۳ ۔ مشکاۃ المصابیح ص ۵۷۳۔ نزل الابرار ص ۳۴۔ ینابیع المودۃ ص ۱۹۲ و ۲۷۱ .

[2] ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بدرزبہ بخاری حنفی ؛ موصوف ۱۹۴ ہجری ھ میں متولد ہوئے، اور ۲۵۶ ہجری میں قریۂ خرتنگ سمرقندمیں وفات پائی ، آپ کی مشہور کتاب الجامع الصحیح (صحیح بخاری)ہے ، بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں دیکھئے:
تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۵۵۷ ،۵۵۵۔ تاریخ بغداد ج ۲،ص ۱۶۔ الجرح والتعدیل ج۳،ص ۱۹۱۔ وفیات الاعیان ج۳،ص ۵۷۶۔ شذرات الذہب ج۲،ص ۱۳۴۔ جامع الاصول ج۱، ص ۱۸۶، ۱۸۵۔

[3] ابو بکر عبد اللہ بن عثمان قرشی تمیمی صحابی ؛ آپ رسول خداؐ کے یار غار اور بزرگ صحابی میں سے تھے، آپ کا نام زمانۂ جاہلیت میں عبد العزی یا عبد اللات تھا ، لیکن اسلام قبول کرنے کے بعد عبد اللہ رکھ دیا گیا ، موصوف ہی نے رسول کی وفات کی بعد زمام خلافت کو سنبھالا ، اور اپنی حکومت میں عراق اور فلسطین کے اطراف کو جو ابھی تک اسلامی حکومت کے بالکل کنٹرول میں نہیں تھے، ان کو فتح کیا،اور دو سال کچھ کم حکومت کرنے کے بعد ۶۳؍ سال کی عمر میں ۱۳ ہجری ھ میں وفات پائی ،بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں دیکھئے:
تذکرۃ الحفاظ ج ۱، ص۵۔۲. الاصابۃ ج ۴،ص ۱۰۴، ۹۷۔

[4] مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی نقل کی گئی ہے:
صحیح بخاری ج ۳، ص ۲۵۱، باب ''مناقب قرابۃ الرسول'' طبری ؛ ذخائر العقبی ص ۱۸۔ کنزالعمال ج ۷،ص ۱۰۶۔ الصواعق المحرقۃ ص ۲۲۸۔ در منثور ج ۶،ص ۷۔
کاش خلیفہ اول حضرت ابوبکر اس حدیث کے مضمون پر عمل کرتے جسے خود انھوں نے نقل کیا ہے!! حضرت ابو بکر کا اہل بیت کے ساتھ کیا رویہ تھا ،اس سلسلے میں کتاب النص والاجتہاد ، مؤلفہ سید شرف الدین، فصل اول نمبر ۱ ۔۷۔ ۸۔۹ دیکھئے .

گیارہویں حدیث:

دشمن اہل بیت جہنم کی ہوا کھائے گا اخرج الطبرانی، والحاکم، عن ابن عباس ؛قال:قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : (یا بنی عبد المطلب انی قد سألت اللہ لکم ثلاثاً ، ان یثبت قلوبکم و ان یُعلم جاہلکم، ویہدی ضالکم ، و سألتہ ان یجعلکم جوداء نجداء رحماء ، فلو ان رجلاً صفن بین الرکن والمقام فصلی و صام ثم مات وہو مبغض لاہل بیت محمد (ص) دخل النار)طبرانی اور حاکم ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اسلام نے ارشاد فرمایا : اے بنی عبد المطلب !میں نے خدا سے تمھارے لئے تین چیزیں طلب کی ہیں،

(اول) یہ کہ وہ تمھارے دلوں کو ثابت قدم رکھے،(دوم) یہ کہ تمھارے جاہلوں کو تحصیل علم کی توفیق عطا کرے،

(سوم یہ کہ)تم میں سے جو راہ راست سے بھٹکے ہوئے ہیں ان کی ہدایت فرمائے،اور میں نے خدا سے چاہا ہے کہ وہ تم کو سخی،دلیر اور باہمی رحم و کرم کا خوگر بنائے،(کیونکہ یہ طے ہو چکا ہے کہ) جو شخص رکن و مقام[1] کے درمیان نمازیں ادا کرے ،اور روزے رکھے۔

(اور اپنی ساری عمر اسی طرح گزار دے) لیکن اگر وہ بغض اہل بیت لے کر مرا تو وہ جہنم میں جائے گا[2] اسناد و مدارک کی تحقیق:

---

[1] یہ مسجد الحرام میں دو مقدس مقام کے نام ہیں

[2] مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے:
المعجم الکبیر ج ۳، ص ۱۲۱۔ حاکم ؛مستدرک الصحیحین ج۳، ص ۱۴۸۔
حاکم اس حدیث کو ابن عباس سے مرفوع سند کے ساتھ نقل کرنے کے بعدکہتے ہیں :یہ حدیث بشرط مسلم صحیح ہے.
مجمع الزوائد ج۹، ص ۱۷۱۔ منتخب کنز العمال ج ۵ ، ص ۳۰۶۔ تاریخ بغداد ۳، ص ۱۲۲۔ الصواعق المحرقۃ ص ۱۴۰۔ محب الدین طبری ؛ ذخائر العقبی ص ۱۸۔
محب الدین طبری نے اس حدیث کو اپنی مذکورہ کتاب میں اختصار کے طور پر نقل کیا ہے ،اور کہتے ہیں : یہ حدیث ملا قاری نے اپنی کتاب " السیرۃ " میں نقل کیا ہے.
ملاقاری ؛ کتاب السیرۃ ۔ دیلمی ؛ مسند الفردوس (قلمی نسخہ لالہ لی لائبریری)
دیلمی نے اس حدیث کو ابن عباس سے اس طرح نقل کیا ہے :
((لو ان رجلاً صفن قدمیہ بین الرکن والمقام و صام وصلی ثم لقی اللہ مبغضاً لآل محمد دخل النار))
پس جو شخص رکن و مقام کے درمیان کھڑے کھڑے روزے اورنمازیں ادا کرے، (اور اپنی ساری عمر اسی طرح گزار دے) لیکن اگر بغض اہل بیت لے کر مرا تو وہ جہنم میں جائے گا

بارہویں حدیث :

بنی ہاشم کا بغض باعث کفر ہےاخرج الطبرانی ،عن ابن عباس ؛قال:قال رسول اللہ ﷺ : (بغض بنی ہاشم والانصار کفر ، وبغض العرب نفاق) طبرانی ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا : :بنی ہاشم[1] اورانصار سے بغض رکھنا باعث کفر ہے،اور عرب (لوگوں)سے دشمنی رکھنا موجب نفاق ہے[2] ۔

تیرھویں حدیث:

اہل بیتؑ سے بغض رکھنے والا منافق ہے اخرج ابن عدی ، فی '' الاکلیل '' عن ابی سعید الخدری ؛ قال :قال رسول اللہ ﷺ : (من ابغضنا اہل البیت فھومنافق)ابن عدی[3] کتاب اکلیل میں ابی سعید خدری سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا : جو اہل بیت سے بغض اور دشمنی رکھتا ہے وہ منافق ہے ب[4] ۔

---

[1] مذکورہ حدیث محل اشکال معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہ نص قرآن سے متعارض ہے، اس لئے کہ انسان کی فضیلت تقوی اور اس کے کردار سے ہوتی ہے، علاوہ اس کے خو درسول اسلام نے متعدد مقامات پر فرمایا ہے کہ عرب کو عجم پر اور قرشی کو حبشی پر کوئی فضیلت نہیں ہے، فضیلت صرف تقوی الٰہی سے ہوتی ہے ، احتمال قوی ہے کہ یہ حدیث اس زمانہ میں گڑھی گئی کہ جب ذات پات اور نژاد پرستی کا دور دورہ تھا ، ورنہ اس حدیث کے مطابق ابو لہب کو جو بنی ہاشم سے تھا دیگر مسلمانوں پر فوقیت حاصل ہوجائیگی جبکہ اس کے بارے میں قرآن کی نص ہے کہ وہ جہنمی ہے !لیکن اہل بیت کی فضیلت خاندان پرستی کی بنا پر نہیں ہے، ان کی فضیلت ان کی ذاتی لیا قت، شرافت اور کرامت کی بناپر ہے .مترجم

[2]

[3] ابو احمد عبد اللہ بن عدی جرجانی مشہور بہ ابن قطان؛ موصوف کی پیدائش ۲۷۷ ھ میں جرجان میں ہوئی، اور ۳۶۵ ھ میں چل بسے ، آپ بہت بڑے محدث، فقیہ اور علم رجال کے ماہرعالم تھے ، آپ نے طلب علم میں مختلف شہروں کا سفر کیا ، آپ کی بعض کتابینیہ ہیں :
الکامل ، المعجم ، الانتصار اوراسماء الصحابۃ .
موصوف کے حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں دیکھئے:
تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص۹۴۰ لسان المیزان ج۱،ص ۶۔ اللباب ج۱،ص ۲۱۹۔ شذرات الذہب ج۳،ص۵۱۔

[4] مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے:
ذخائر العقبی.
(اس حدیث کو اس کتاب میں مناقب احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے).
مناوی؛ کنوز الحقائق ص۱۳۴۔ ینابیع المودۃ ص ۴۷۔سیوطی در منثور ج۶، ص۷۔
مذکورہ حدیث بعض نسخوں میں اس طرح وارد ہوئی ہے :
من ابغض اہل البیت فہو منافق.
جوبھی اہل بیت سے د شمنی رکھے وہ منافق ہے

چودھویں حدیث:

اہل بیت کا دشمن یقیناً جہنم میں جائے گا اخرج ابن حبان فی صحیحہ، والحاکم، عن ابی سعید الخدری ؛ قال :قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : (والذی نفسی بیدہ لایبغضنا اہلَ البیت رجلٌ الا ادخلہ اللہ النارَ)ابن حبان[1] (اپنی صحیح میں) اور حاکم،ابی سعید خدری سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اسلام نے فرمایا : قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے،جو اہل بیت کو دشمن رکھے گا خدا یقیناً اسے جہنم میں داخل کرے گا [2]۔اسناد و مدارک کی تحقیق:

پندرھویں حدیث:

اہل بیت سے بغض و حسد رکھنے والا حوض کوثر سے دھتکارا جائے گا اخرج الطبرانی،عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہما انہ قال لمعاویۃ بن خدیج: یا معاویہ بن خدیج!ایاک و بغضنا ،فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: (لایبغضنا احد ،ولا یحسدنا احد الا ذید یوم القیامۃ عن الحوض بسیاط من نار طبرانی حسن بن علی[3] سے نقل کرتے ہیں کہ امام حسن نے معاویہ بن خدیج کو مخاطب قرار دیتے ہوئے کہا :

---

[1] ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبا ن تمیمی بستی؛ موصوف ۲۷۰ ہجری ھ میں متولد ہوئے ، اور سیستان میں ۳۵۴ ہجری ھ میں وفات پائی ، آپ علم فقہ، حدیث ، طب ،نجوم اور لغت میں کافی دست رس رکھتے تھے ، آپ سمر قند کے قاضی بھی تھے ، آ پ نے متعددکتابیں تالیف کی ہیں ان میں سے کچھ یہ ہیں : ا لمسند الصحیح ، الضعفاء اور التاریخ . آپ شہر نیشاپور ، بخارہ ،نسا اور سیستان میں قیام پذیر رہے ، بقیہ حالات زندگی حسب ذیل کتاب میں دیکھئے : تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ،ص ۹۲۴، ۹۲۰.

[2] مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے: ہیثمی ؛ الظمان الی زوائد ابن حبان ص ۵۵۵ (ہیثمی نے اس کتاب میں لفظ اہل البیت حذف کردیاہے) ا لصواعق ا لمحرقۃ ص ۲۳۷، ابن حجر۔ حاکم؛ مستدرک ا لصحیحین ج۳، ص ۱۵۰ .حاکم کہتے ہیں: یہ حدیث بشرط صحیح مسلم صحیح ہے. سیوطی ؛ ا لخصائص الکبری ج ۲،ص ۲۶۶۔ در منثور ج۶، ص ۲۱۸۔ اورسیوطی کہتے ہیں: یہ حدیث احمد بن حنبل ، حاکم اور ابن حبان نے ابو سعید خدری سے نقل کی ہے.

[3] ابو محمد اما م حسن مجتبی ابن علی ابی طالب [ع] ہاشمی؛ آپ کی ولادت با سعادت۱۵، رمضان ۲ ہجری ھ میں ہوئی، اور ۵۰ ہجری ھ میں معاویہ کے بہکانے پر آپ کی بیوی جعدہ نے آپ کو زہر دیدیا، جس کی بناپرآپ کی شہادت واقع ہوگئی ، آپ کی اور امام حسین ـ کی ہی شان میں رسول اسلام نے فرمایا'' : الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ '' حسن اور حسین جوانان حنت کے سردار ہیں ، بہر حال حضرت علی ـ کی شہادت کے بعد عراق کے لوگوں نے امام حسن ـ کی بیعت کی، بیعت کے بعد حضرت امام حسن ـ معاویہ بن ابی سفیان سے اس کی سر کشی کی بنا پر نبرد آزما ہوئے، لیکن آپ کے لشکر والوں نے آپ کے ساتھ دھوکہ دیا، اور معاویہ کی دولت کے چال میں آکر وہ حضرت ہی کے مقابلہ میں آگئے ، جسکی وجہ سے ناگز یر ہوکر امام حسن ـ نے معاویہ سے صلح کی ، اور مدینہ پلٹ آئے ، آپ کے حالات زندگی متعدد کتابوں نقل کئے گئے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں : فی رحاب ائمۃ اہل البیت ج ۲ ، ص ۴۶۔ حلیۃ الاولیاء ج ۲ ، ص ۴۵ ، ۳۹۔ الاستیعاب ج۱، ص ۳۹۴، ۳۸۳۔ الاصابۃ ج ۲، ص ۱۳، ۱۱۔

اے معاویہ بن خدیج[1] ! ہمارے بغض سے اجتناب کر، کیونکہ رسولؐ نے ارشاد فرمایا ہے : جو بھی ہم سے بغض اور حسد کرے گا اسے روز قیامت آتشیں کوڑوں سے دھتکار کے بھگا دیا جائے گا[2] ۔

سولھویں حدیث:

عترت رسولؐ کے حق کو اعتراف نہ کرنے والا منافق، حرامی اور ولد الحیض ہوگا اخرج ابن عدی، والبیھقی فی ''شعب الایمان''، عن علیؑ ؛ قال: قال رسول ﷺ : (من لم یعرف حق عترتی والانصار فھو لاحدی ثلاث، اما منافق، واما لزنیۃ، واما لغیر طھور۔ یعنی حملتہ امہ علی غیر طھر.) ابن عدی اور بیہقی[3] اپنی کتاب شعب الایمان میں] نے علیؑ سے نقل کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا : جو میری عترت

---

[1] معاویہ بن خدیج بن عقبہ سکونی کندی ؛ موصوف کا معاویہ بن ابو سفیان کے قریب مشاوروں میں شمار ہوتا ہے ، اور بغض اہل بیت میں بہت زیادہ شہر ت رکھتے تھے ، چنانچہ علامہ مدائنی ابو طفیل سے اس طرح نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ امام حسن ۔ نے اپنے ایک صحابی سے فرمایا : کیا تم معاویہ بن خدیج کو پہنچانتے ہو ؟ اس نے کہا :ہاں ، تو امام نے کہا : اب جب بھی تم اسے دیکھو تو مجھے خبر کرنا ، پس اس صحابی نے معاویہ بن خدیج کو عمر وبن حریث کے گھر سے نکلتا ہوادیکھا، تو اس نے امام سے کہا : یہی معاویہ بن خدیج ہے ، حضرت نے اس کو بلایا اور کہا : انت شاتم علیاً عند ابن آکلۃ الاکباد ؟!تو ہی ہندہ جگر خوار کے بیٹے کے نزدیک میرے باپ علی کو گالی دیتا ہے:
((واللہ لئن وردت الحوض ولا تردہ لترینہ مشمرا عن ساقیہ حاسراً عن ذراعیہ یذود عنہ المنافقین))
خدا کی قسم جب تو روز قیامت حوض کوثر کے کنارے پہنچے گا ، تو پتہ چلے گا کہ تو ہرگز وہاں سے نہیں گزر سکے گا، اور وہاں علی ۔ کو دیکھے گا کہ وہ اپنی آستینوں اور پائجامہ کو سمیٹے منافقین کیلئے با لکل آمادہ کھڑے ہیں ،اور منافقوں کو پکڑ پکڑ کرحوض کوثر سے دور کررہے ہیں.
مزید معلومات کیلئے دیکھئے: فی رحاب ائمہ اہل البیت جلد ۳، ص ۲۸۔ ۷۲.

[2] مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی منقول ہے: طبرانی ؛ المعجم ا لکبیر جلد۱، ص۱۲۴،وص ۱۳۲(قلمی نسخہ ،ظاہریہ لائبریری دمشق سوریہ) مجمع الزوائد جلد ۹،ص ۱۷۲۔ کنزالعمال ج لد۶، ص ۲۱۸۔ منتخب کنز العمال جلد۵، ص ۹۴۔ درمنثور جلد ۶،ص ۷۔ طبرانی نے مذکورہ حدیث کے ضمن میں ایک واقعہ نقل کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے :ابو مسلم عبد الٰہ بن عمر و واقفی کشی چند واسطے کے بعد معاویہ بن خدیج سے نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ یزید بن معاویہ نے مجھے(معاویہ بن خدیج) بلایا اور حضرت امام حسن کی بیٹی یا آپ کی بہن سے اپنا رشتہ طے کرنے کیلئے بھیجا ، جب اس چیز کو میں نے امام حسن سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا : '' انا قوم لا نزوج نسائنا حتی نستامرہن فاتہا '' ہم وہ لو گ ہیں جو اپنی بیٹیوں کی شادی کسی سے نہیں کرتے مگر ان سے مشورہ کرنے کے بعد ، لہٰذا تو خود اس کے پاس جا اور اپنے مطلب کو بیان کر ،معاویہ بن خدیج امام کی بات کو سن کر آپ کی دختر کے پاس گیا ،اور اپنے مطلب کو بیان کیا ، تو اس باعفت دختر نے فرمایا : خدا کی قسم میں یہ کام ہرگز نہیں کر سکتی ، اس لئے کہ اگر یہ کام انجام پا گیا تو تیرا دوست (یزید) فرعون ہو گا جو بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرتا تھا ، اور پھر ان کی لڑکیوں کو قیدی بنا لیتا تھا ، میں (معاویہ بن خدیج) یہ سن کر بہت پشیمان ہوا ،اور امام کے پاس آکر عرض کیا : آپ نے ایسی لڑکی کے پاس بھیجا تھا جو نہایت زیرک اور لا جواب خطیب ہے ، وہ تو امیر المومنین معاویہ کے بیٹے کو فرعون کہہ رہی ہے! اس وقت امام نے فرمایا : یا معاویہ بن خدیج! ایاک و بغضنا ، فان رسول اللہ ﷺ قال: (لا یبغضنا احد ، ولا یحسدنا احد الا ذید یوم القیامۃ عن الحوض بسیاط من نار) اے معاویہ بن خدیج !ہمارے بغض سے اجتناب کر،کیونکہ رسول ؐنے ارشاد فرمایا ہے : جو بھی ہم سے بغض اور حسد کرے گا اسے روز قیامت آتشی ں نیزوں سے دھتکار کے بھکادیا جائیگا.

[3] ابوبکر احمد بن حسین بن علی بن موسی خسرو جردی بیہقی ؛ موصوف ۳۸۴ ہجری ھ میں متولد ہوئے، اور ۴۵۸ ہجری ھ میں وفات پائے ، آپ کی جملہ کتابوں میں سے حسب ذیل کتابیں یہ ہیں : ا لسنن ، الآثار ، شعب الایمان اور دلا ئل النبوۃ. موصوف کے حالات زندگی حسب ذیل کتابوں میں دیکھئے : تذکرۃ الحفاظ ج۳، ۱۱۳۵، ۱۱۳۲۔ الاعلام ج ۱، ص ۱۱۳۔

اور انصار کے حق کو نہ پہنچانے وہ تین حالتوں سے خالی نہیں :یا وہ منافق ہوگا ،یا زنا زادہ یا پھر اس کا نطفہ ایام عادت میں استقرار پایا ہوگا (یعنی اس کی ماں کے رحم میں اس کا نطفہ اس وقت قائم ہوا ہو جب اس کی ماں حیض کی حالت میں ہو[1])

گزشتہ اسناد و مدارک کی تحقیق:

سترھویں حدیث:

رسولؐ کا آخری ارشاد : میرے اہل بیت کے بارے میں میرا پاس رکھنا اخرج الطبرانی فی الاوسط ، عن ابن عمر ؛ قال: (آخر ما تکلم به رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : (اخلفونی فی اہل بیتی) ۔ طبرانی کتاب '' المعجم الاوسط '' میں ابن عمر[2] سے نقل کرتے ہیں : رسول اکرم نے آخری وقت (جب آپ دنیا سے رخصت ہورہے تھے) جس جملہ کو ارشاد فرمایا وہ یہ تھا : اہل بیت کے بارے میں تم میرا لحاظ رکھنا[3] ۔

اٹھارہویں حدیث:

بے حب اہل بیت تمام اعمال بیکار ہیں اخرج الطبرانی فی الاوسط،عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہما ؛ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: (الزموا مودتنا اہل البیت فانہ من لقی اللہ وہو یودنا دخل الجنۃ بشفاعتنا،والذی نفسی بیدہ لاینفع عبداً عملہ الا بمعرفۃ حقنا) طبرانی کتاب '' المعجم الاوسط ''،میں علیؑ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول نے فرمایا : ہم اہل بیت کی محبت و مودت کی گرہ (اپنے دلوں میں)مضبوط باندھ لو،اور اسے اپنے اوپر لازم قرار دے لو ۔

[1] مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی منقول ہے: کنز العمال جلد ۶،ص ۲۱۸۔ منتخب کنزالعمال ج ۵، ص۹۴۔ الفصول المہمۃ ص ۲۷۔ الصواعق المحرقۃ ص ۲۳۱۔

[2] ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب ؛ موصوف ہجرت کے دس سال پہلے مکہ میں پیدا ہوئے، اور ۷۳ ہـ میں مکہ میں وفات پاگئے ، صاحبان کتب صحاح ستہ نے آپ سے اپنی کتابوں میں ۲۶۳۰ حدیثیں نقل فرمائی ہیں ، آپ کے بقیہ حالات زندگی حسب ذیل کتابوں میں دیکھئے: الاصابۃ ج ۴،ص ۱۰۹،۱۰۷۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ، ص ۴۰ ، ۳۷۔

[3] مذکورہ حدیث درج ذیل کتابوں میں نقل کی گئی ہے : ہیثمی ؛مجمع الزوائد ج ۹، ص ۱۴۶۔ اس حدیث کو ہیثمی نے اس کتاب میں طبرانی سے نقل کیا ہے. الصواعق المحرقۃ ص ۹۰۔ نبہانی بیرونی؛ الشرف ا لمؤبد

کیونکہ جو بھی ہماری محبت لے کر مرے گا وہ ہماری شفاعت سے جنت میں داخل ہوگا ،(اور بلا شک جس کے دل میں ہماری محبت نہ ہوگی وہ جہنم میں جائے گا) قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، کسی کا کوئی عمل فائدہ مند نہیں ہوگا مگر ہمارے حق کی معرفت کے ساتھ[1]۔

اسناد و مدارک کی تحقیق:

انیسویں حدیث:

اہل بیتؑ کا دشمن بروز قیامت یہودی محشور ہوگا اخرج الطبرانی فی الاوسط ،عن جابر بن عبدا للہ رضی اللہ عنہ؛ قال: خطبنا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فسمعتہ وہو یقول :(ایہا الناس من ابغضنا اہل البیت حشرہ اللہ تعالی یوم القیامۃ یہودیاً)طبرانی ''المعجم الاوسط ''میں جابر بن عبد اللہ[2] سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اسلام نے (ایک دن) خطبہ دیا جس میں آپ کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا : اے لوگو! جس نے اہل بیت سے بغض رکھا خدا روز قیامت اسے یہودی محشور کرے گا ۔

[1] مذکورہ حدیث درج ذیل کتابوں میں نقل کی گئی ہے : ہیثمی ؛مجمع الزوائد ج ۹، ص۱۷۲۔ اس حدیث کو ہیثمی نے طبرانی کی کتاب معجم اوسط سے اس کتاب میں نقل کیا ہے۔ ا لصواعق المحرقۃص ۲۳۰۔

[2] ابو عبد اللہ جابر بن عبد اللہ بن عمر انصاری سلمی ؛ آپ کا شما ر رسول کے جلیل القدر صحابیوں ، اور موثق راویوں میں ہوتا ہے ، آپ ہجرت سے بیس سال قبل پیدا ہوئے ، آپ عقبۂ ثانیہ میں اپنے باپ کے ساتھ رسول کی خدمت میں مشرف ہوئے،حالانکہ اس وقت آپ بہت چھوٹے تھے ، امام بخاری نقل کرتے ہیں: جنگ بدر میں جناب جابر کے ذمہ پانی کا اٹھانا، اور اس کا بند و بست کرنا تھا ، اس کی بعد آپ نے ۱۸ ، جنگوں میں رسول کے ساتھ شرکت کی ، اور کلبی کے نقل کے مطابق آپ نے جنگ صفین میں حضرت علیؑ کی طرف سے شرکت کی ،بہرحال آپ کا شمار بہت اچھے حفاظ احادیث میں سے ہوتا ہے،چنانچہ آپ کی طرف ایک صحیفہ بھی منسوب ہے جس کے سلسلۂرواۃ میں پہلا فرد سلیمان بن قیس یشکری ہے ، آپ آخری عمر میں نابینا ہوگئے تھے ، اور آپ نے ۷۴ ہـ میں ۹۴، سال کی عمر میں مدینہ میں وفات پائی ، آپ کے حالات زندگی کے مطالعہ کیلئے مندرجہ کتابیں دیکھئے :الاستیعاب ج ۱،ص ۲۲۰، ۲۱۹۔ طبقات ابن سعد ج۵، ص ۴۶۷۔ تہذیب التہذیب ج۴ ،ص ۲۱۴۔اسد الغابۃ ج۱ ص ۳۵۸، ۳۵۶۔

بیسویں حدیث:

جو بنی ہاشم کو دوست نہ رکھے وہ مؤمن نہیں اخرج الطبرانی فی الاوسط ،عن عبداللہ بن جعفر؛ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول: (یا بنی ہاشم ،انی قد سألت اللہ لکم ان یجعلکم نجداء رحماء ،وسألتہ ان یہدی ضالکم ،ویؤمن خائفکم ،ویشبع جائعکم ،والذی نفسی بیدہ لا یؤمن احد حتی یحبکم بحبی ،اترجون ان تدخلوا الجنۃ بشفاعتی ولا یرجوہا بنو عبد المطلب)طبرانی المعجم الاوسط میں عبد اللہ بن جعفر اسے نقل کرتے ہیں کہ رسول اسلام سے میں نے سنا کہ آپ نے فرمایا : اے بنی ہاشم!میں نے خدا سے تمھارے لئے (چند چیزوں کو چاہا ہے): یہ کہ وہ تمھیں شجاع قرار دے ،اورباہمی رحم وکرم کا خوگر بنائے، یہ کہ جو تم میں بھٹک جائے اس کی راہنمائی فرمائے ،اور جو تم میں خائف اور کمزور ہوں ان کو امن و امان میں رکھے ، جو بھوکے ہوں انھیں شکم سیر کرے، اس ذات کی قسم جسکے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ،کوئی بھی شخص سچا مسلمان اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ میرے واسطے سے تم سے محبت نہ کرے ،اے لوگو!کیا تم یہ سوچ سکتے ہو کہ تم میری شفاعت کے ذریعہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ، اور بنی عبد المطلب یہ امیدہ نہ رکھیں!(یہ ہرگز نہیں ہو سکتا بلکہ وہ میری شفاعت کے تمھاری بنسبت زیادہ حقدار ہیں[2]) اسناد و مدارک کی تحقیق:

اکیسویں حدیث:

اہل بیتؑ امت مسلمہ کے لئے امان ہیں اخرج ابن ابی شیبۃ ،و مُسَدَّد فی مسندیہما ،وا لحکیم الترمذی ،فی نوادر الاصول ،و ابو یعلی و الطبرانی ،عن سلمۃ بن اکوع ؛ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : (النجوم امان لاہل السماء و اہل بیتی امان لامتی)

[1] عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب ہاشمی قرشی ؛ آپ رسول اسلام کے خاص صحابی ، تھے ماں کانام اسماء بنت عمیس تھا ، ہجرت کے پہلے سال آپ کی ولادت حبشہ کی سر زمین پر ہوئی ،آپ ہی مسلمان کے پہلے وہ فرز ند تھے جس کی پیدائش حبشہ میں ہوئی ، اس کے بعد آپ اپنے باپ کی ساتھ مدینہ آئے ، اور حدیث رسول کو حفظ کرنے کے بعد نقل کرنے لگے ، اور بعد میں بصرہ ، کوفہ اور شام میں سکونت اختیار کی ، اور اپنے نہایت جود وسخاوت کی بناپر سخی و کریم جیسے القا ب سے مشہور ہوئے ، آپ نے جنگ صفین میں حضرت علی ۔ کی طرف سے ایک ممتاز لشکری کی حیثیت سے جنگ میں شرکت کی ، اور ۹۰ سال کی عمر میں ۹۰ ھ میں شہر مدینہ میں وفات پائی .

[2] مذکورہ حدیث درج ذیل کتابوں میں نقل کی گئی ہے : ہیثمی؛مجمع الزوائد ج ۹، ص۱۷۰۔ ہیثمی نے اس حدیث کو اس کتاب میں طبرانی سے نقل کیا ہے.کنز العمال ج۶،ص ۲۰۳۔حاکم؛ مستدرک الصحیحین ج۳،ص ۱۴۸۔حاکم کہتے ہیں: یہ حدیث شرط مسلم کے اعتبار سے صحیح ہے . الصواعق المحرقۃ ص ۱۴۰۔

ترجمہ: ۔ابن ابی شیبہ[1] اور مسدد[2] نے اپنی اپنی ''مسندوں'' میں اور حکیم ترمذی[3] نے اپنی کتاب ''نوادر الاصول'' میں نیز ابو یعلی و طبرانی نے سلمہ بن اکوع[4] سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے فرمایا : جیسے اہل آسمان کیلئے ستارے باعث امان ہیں اسی طرح میری امت کیلئے میرے اہل بیتؑ امن و نجات کے مرکز ہیں[5] ۔

بائیسویں حدیث:

دو چیزوں سے تمسک رکھنے والا کبھی گمراہ نہ ہوگا اخرج البزار ، عن ابی ہریرۃ ؛ قال: قال رسول اللہ ﷺ : (انی خلفت فیکم اثنین لن تضلوا بعد ہما کتاب اللہ و نسبتی و لن یفترقا حتی یردا علیَّ الحوض)بزار[6] نے ابو ہریرہ[7] سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا ﷺ

---

[1] ابو بکر عبد اللہبن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان کوفی ؛ موصوف ۱۵۹ ہـ میں پیدا ہوئے، اور ۲۵۳ ہـ میں وفات پائی ، آپ مقام رصافہ میں استاذ تھے ، اور آپ کااپنے زمانہ کے مشہور محدثین میں شمار ہوتا تھا ، آپ کے حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ کریں :
طبقات ابن سعد ج ۶،ص ۲۷۷ ۔ فہرست ندیم ص۲۲۹۔ تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۱۷ ، ۶۶۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۲،ص ۴۳۳، ۴۳۲۔ شذارات الذہب ج۲،ص ۸۵۔

[2] ابو الحسن مسدد بن مُسَرْ ہد اسدی بصری ؛ یہ وہ فرد ہیں جن سے ابوذرعہ ، بخاری ، ابوداؤد ، قاضی اسمعیل ، اور ابو حنیفہ وغیرہ نے حدیثیں نقل کی ہیں ، آپ پہلے وہ فرد ہیں جنھوں نے بصرہ میں مسند کی تالیف پر کام شروع کیا ، چنانچہ آپ کو اپنے زمانہ کا امام المصنفین اور حجت کہا جاتا ہے ، آپ کی امام احمد بن حنبل سے خط و کتابت جاری رہتی تھی ، آپ کی موت ۲۲۸ ہـ میں واقع ہوئی ، بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ کریں :طبقات حنابلہ ج۱، ص ۴۵۳ ، ۳۴۱ ۔ الاعلام ج ۸، ص ۱۰۸۔ ابن سعد ج ۶،ص ۲۷۷ ۔

[3] ابو عبد اللہ محمد بن علی بن حسن بن شیر ملقب بہ حکیم ترمذی ؛ آپ کا خراسان کے بزرگ اساتذہ میں شمار ہوتا تھا ، آپ اپنے باپ اور قتیبہ بن سعید و دیگر لوگوں سے حدیث نقل کرتے تھے، آپ کی اہم ترین تالیف نوادر الاصول فی معرفۃاخبار الرسول ، ختم الولایہ ، علل الشریعہ والفروق ہیں ،آپ کی موت ۲۸۵ ہـ میں ہوئی ، بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابو میں ملاحظہ کریں :طبقات الشا فعیہ حنابلہ ج۲، ص۲۰۔ الاعلام ج ۷، ص۱۵۶۔ معجم المؤلفین ج۱۰، ص ۳۱۵۔

[4] سلمہ بن عمرو بن اکوع ؛ آپ عرب کے مشہور شجاع لوگوں میں سے تھے ، آپ کی پیدائش ہجرت کے چھ سال قبل ہوئی ، اور بیعت الشجرہ میں رسول کے ہاتھوں پر جان نثاری کی غرض سے بیعت کی ، اور رسول کے ساتھ سات جنگوں میں شریک ہوئے ، اور ۷۴ ہـ ہجری میں وفات پائی ، آپ کے بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ کریں :الاصابۃ ج ۳، ص ۱۱۸۔ طبقات ابن سعد ج ۴،ص ۳۸ ۔

[5] مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی نقل کی گئی ہے : مستدرک الصحیحین ج ۳، ص ۴۵۷۔ جو حدیث اس کتاب میں نقل ہوئی ہے اس کے الفاظ میں تھوڑا سا فرق پایا جاتا ہے. کنزالعمال ج ۶، ص۶۱۲۔ ج۷، ص ۲۱۷۔ مجمع الزوائد ج ۹،ص ۱۷۴۔ (نقل از طبرانی) محب الدین طبری ؛ ذخائر العقبی ص ۱۷۔ محب الدین طبری نے اس حدیث کوحضرت علی ۔ سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا'' :النجوم امان لاہل السماء فاذا ذہبت النجوم ذہب اہل السماء و اہل بیتی امان لاہل الارض فاذا ذہب اہل بیتی ذہب اہل الارض''۔ستارے آسمان والوں کیلئے امان ہوتے ہیں لہٰذا جب بھی ستارے آ سمان سے ختم ہوجائیں تو آسمان والے بھی ختم اور نابود ہوجائینگے، اسی طرح میرے اہل بیت اہل زمین کیلئے امان ہیں لہٰذا اگر اہل بیت روئے زمین سے چلے جائیں تو اہل زمین کا بھی خاتمہ ہوجائیگا اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد طبری کہتے ہیں: یہ حدیث میں نے احمد بن حنبل کی کتاب المناقب سے نقل کی ہے .

[6] ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق بزار بصری مؤلفِ '' المسند'' ؛ آپ نے بصرہ سے بغداد کی طرف ہجرت کی ، اور وہاں پر محدث جیسے عہدے پر فائز ہوگئے ، دوبار اصفہان سفر کیا ، اور سہلہ میں ۲۹۱ ہـ میں وفات پائی ، آپ کے بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ کریں :تذکرۃ الحفاظ ج۲ ، ص ۶۵۴، ۶۵۳۔ ذکر اخبار اصفہان ج ۱، ص ۱۰۴ ۔ لسان المیزان ج۱، ص ۲۳۷۔ تاریخ بغداد ج۴، ص ۳۳۴۔

[7] ابو ہریرہ عبد الرحمن بن صخر (یا عمیر بن عامر) دوسی ؛ دور جاہلیت میں موصوف کا نا م عبد الشمس تھا ، اور آپ فتح خیبر کے موقع پر مدینہ آئے، اور ۷ ہـ میں اسلام قبول کیا ، انھوں نے اگر چہ رسول کی ساتھ بہت کم زما نہ گزارا ہے مگر آپ نے دیگر تمام صحابہ سے زیادہ حدیثیں نقل کی ہیں !ابن حجر کہتے ہیں: اہل حدیث کے عقیدہ کے لحاظ سے ابوہریرہ سب سے زیادہ حدیث نقل کرنے والے فرد ہیں ، بہر حال آپ کی وفات ۵۸ ہـ میں ہوئی ، بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ کریں :الاصابۃ ج ۲، ص

نے فرمایا : میں تمھارے درمیان دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں ان کے ہوتے ہوئے تم ہرگز گمراہ نہیں ہوگے ،اور وہ کتاب خدا اور میرا نسب ہے (یعنی میری نسل اور عترت) جو کبھی بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ وہ باہم حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گے [1]۔اسناد و مدارک کی تحقیق:

تیئیسویں حدیث:

اہل بیت اور کتاب خدا سے تمسک رکھنے والا گمراہ نہ ہوگا اخرج البزار ، عن علی رضی اللہ عنہ ؛ قال: قال رسول اللہ ﷺ : (انی مقبوض، وانی قد ترکت فیکم الثقلین ،کتاب اللہ و اہل بیتی ، وانکم لن تضلوا بعدہما) بزار نے علیؑ سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلامؐ نے ارشاد فرمایا : اے لوگو!اس حال میں کہ میری عنقریب روح قبض ہونے والی ہے تمھارے درمیان دو گرانقدر [2] چیزیں چھوڑ رہا ہوں : کتاب خدا اور میرے اہل بیت ،ان کے ہوتے ہوئے تم ہرگز ہرگز گمراہ نہیں ہوگے [3]۔

چوبیسویں حدیث:

اہل بیت کی مثال سفینۂ نوح جیسی ہے اخرج البزار ، عن عبد اللہ بن الزبیر ؛ان النبی ﷺ قال : (مثل اہل بیتی مثل سفینۃ نوح من رکب فیہا نجا ، ومن تخلف عنہا غرق) بزار عبد اللہ بن زبیر [4] سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا : میرے اہل بیت

---

۲۰۷ ، ۱۹۹۔ تذکرۃ الحفاظ ج۱، ص ۳۷، ۳۲ ۔ حضرت ابو ہریرہ کے مزید حالات معلوم کرنے کیلئے کتاب ابو ہریرہ مؤلفہ عبد الحسین شرف الدین دیکھئے .مترجم

[1] مذکورہ حدیث درج ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے :
زوائد مسند بزار ص ۲۷۷۔ مجمع الزوائد ج۹،ص ۱۶۳۔

[2] عربی زبان کے مشہور لغوی جناب ابن منظور لفظ '' ثقل '' کے ذیل میں کہتے ہیں: عرب لوگ ہر اس چیز کونفیس کہتے ہیں جو ان کے نزدیک نفیس ، ارزشمند اور گران قیمت ہو کہ جس کی حفاظت میں نگہبانی کی ضرورت پڑے ، چنانچہ اس بات کی وجہ تسمیہ کہ رسول اسلام نے قرآن اور اہل بیت کو کیوں اس لفظ (ثقلین)سے تعبیر کیا ؟ اس میں کیا وجہ تھی ؟تو کہتے ہیں چونکہ اہل بیت اور قرآن عظمت و فضیلت کے اعتبارسے بلند شان رکھتے تھے لہٰذا رسول نے ان دونوں چیزوں کو اس لفظ سے تعبیر کیا ،اور انہیں لفظ ثقل سے تشبیہ دی ،لیکن ثعلب لغوی کہتے ہیں: اہل بیت اور قرآن کی تشبیہ رسول نے اس لئے دی ہے کہ ان دو چیزوں کی پیروی بہت گران ، اور دشوار ہے ، (اور ثقل کے لغوی معنی بھی گران اور وزنی کے ہیں)۔دیکھئے : لسان المیزان ج۱۱، ص ۸۸۔

[3] مذکورہ حدیث درج ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے : مسند بزار ص ۲۷۷۔ مجمع الزوائد ج۹،ص ۱۶۳۔

[4] مذکورہ حدیث درج ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے : زوائد مسند بزار ص ۲۷۷۔ مجمع الزوائد ج۹،ص ۱۶۸۔ المعجم الکبیر ج۱،ص ۱۲۵۔ ذخائر العقبی ص ۲۰۔ منتخب کنزالعمال ج۵، ص ۹۲۔

کے مثال سفینۂ نوح جیسی ہے، جو اس پر سوار ہوا تھا اس نے نجات حاصل کی اور جس نے روگردانی کی وہ غرق ہوا تھا ۔ (اسی طرح جو اہل بیت[ص]کا دامن تھامے گا وہ نجات حاصل کرے گا اور جو روگردانی کرے گا وہ جہنم میں جائے گا[۱])

اسناد و مدارک کی تحقیق:

پچیسویں حدیث:

حدیث سفینہاخرج البزار ، عن بن عباسؓ؛قال:قال رسول اللہ ﷺ : (مثل اہل بیتی مثل سفینۃ نوح،من رکب فیہا نجا ، ومن تخلف عنہا غرق)

بزار ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا : میرے اہل بیت کے مثال سفینۂ نوح جیسی ہے، اس پر جو سوار ہوا تھااس نے نجات حاصل کی، اور جس نے روگردانی کی وہ غرق ہوا تھا (اسی طرح جو اہل بیت[ع]کا دامن تھامے گا وہ نجات حاصل کرے گا اور جو روگردانی کرے گا وہ جہنم میں جائے گا[۲])

چھبیسویں حدیث:

حدیث سفینہ اور حدیث باب حطہ اخرج الطبرانی، عن ابی ذرؓ ؛ سمعت رسول اللہ ﷺ: (مثل اہل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح فی قوم نوح،من رکبہا نجا ،ومن تخلف عنہا ہلک، ومثل باب حطۃ فی بنی اسرائیل)

---

[۱] ابو بکر عبد اللہ بن زبیر بن عوام بن خویلد قرشی اسدی ؛ واحدی کے قول کے مطابق موصوف ۲ ہـ میں پیدا ہوئے ، اور ۷۳ ہـ میں وفات پائے ، موصوف فتح افریقہ میں عثمان کی جانب سے لشکر میں شریک تھے ، دوسری جانب حضرت علی ۔ کے دور خلافت کے ابتداء میں حضرت علی ۔ کے خلاف جنگ جمل بھڑکانے والوں میں سے تھے ، اور حضرت کی شہادت کے بعد انھوں نے معاویہ کی بیعت کرلی ، لیکن معاویہ اور یزید کے انتقال کے بعد انھوں نے چاہا اپنے لئے لوگوں سے بیعت اخذ کریں لیکن عبد الملک بن مروان نے حجاج بن ثقفی کی سپہ سالاری میں ایک لشکر ان کی سرکوبی کیلئے بھیجا، چنانچہ ان کے درمیان جنگ ہوئی اور عبد اللہ بن زبیر ۷۳ ہـ میں مارے گئے ، آپ کے حالا ت زندگی درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ کریں:الاصابۃ ج ۴،ص ۷۱ ، ۶۷۔ الاعلام ج ۴،ص ۲۱۸۔

[۲] مذکورہ حدیث درج ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے : زوائد مسند بزار ص ۲۷۷۔ مجمع الزوائد ج۹،ص ۸۶۸۔ حلیۃ الاولیاء ج۴، ص ۳۰۶۔ کنزالعمال ج۶، ص۱۶ ۲۔

طبرانی نے ابوذر[1] سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا : تمھارے درمیان میرے اہل بیت کے مثال بالکل ویسی ہے جیسی قوم نوح میں کشتی نوح کی تھی، جو اس سوار ہوا اس نے نجات حاصل کی، اور جس نے روگردانی کی وہ ہلاک ہوا ،اور میرے اہل بیت کی مثال تم میں باب حطہ[2] جیسی ہے،بنی اسرائیل میں[3] ۔اسناد و مدارک کی تحقیق:

ستائیسویں حدیث:

حدیث سفینہ اور حدیث باب حطہ بنی اسرائیل میں اخرج الطبرانی فی الاوسط ،عن ابی سعید الخدریؓ ؛ قال: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول : (انما مثل اہل بیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبہا نجا ،ومن تخلف عنہا غرق، وانما مثل اہل بیتی فیکم مثل باب حطۃ فی بنی اسرائیل من دخلہ غُفر لہ)

---

[1] ابوذر جندب بن جنادہ غفاری ؛ آ پ کا شمار سابق اسلام لانے میں ہوتا ہے ،اور آپ ان پانچ افراد میں سے ایک ہیں جنھوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا ، آپ نے بیعت کرنے کے فوراًبعد مسلمان ہونے کا اظہار کردیا تھا ، اور پھر اپنے قبیلہ کی طرف تبلیغ کرنے آئے، اور کچھ مدت کے بعد مدینہ چلے آئے ، آپ علم ، تقوی ، زہد ، جہاد ، اور صدق و اخلاص میں بے مثال تھے ، چنانچہ علامہ ذہبی کہتے ہیں: آپ کیلئے بہت فضائل اور مناقب ہیں منجملہ ان کے رسول کا یہ قول مشہور ہے'': ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء اصدق ہجۃ من ابی ذر''اس نیلے آسمان نے سایہ نہیں کیا، اور اس زمین نے کسی کو اپنی پشت پر نہیں اٹھایا کہ جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو.
آپ رسول کی وفات کی بعد شام چلے گئے ، اور حضرت عمر کی وفات تک یہیں رہے ، اور حضرت عثمان کے زمانے میں دمشق میں سکونت اختیار کی، آپ فقیروں کی طرفداری میں بولتے اور ان کی حق تلفی کے بارے میں ان کی مدد کرنے پر لوگوں کوابھارتے اور اکسایا کرتے تھے ، اسی وجہ سے معاویہ نے ان کی عثمان کے پاس شکایت کی ، جس کی بناپر آپ کو عمر کے آخری ایام میں دمشق سے جلا وطن کرکے ربذہ بھیج د یا گیا !! پھرآپ کی یہیں وفات ہوگئی،علامہ مدائنی کے قول کے مطابق ابن مسعود نے آپ پر نماز میت ادا کی .
دیکھئے : الاعلام ج ٢،ص ١٣٦۔

[2] حطہ کے لغوی معنی جھڑنے اور نیچے گرنے کے ہیں ، باب حطہ ایک دروازہ تھا جس کے لئے خداوند متعال نے بنی اسرائیل سے کہا تھا کہ اس کے اندر سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا ہے تاکہ ان کے سارے گناہ ان سے جھڑ جائیں اور وہ بخش دئے جائیں ، اس سلسلے میں سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۵۸ اور سورہ اعراف کی آیت نمبر ١۶١ دیکھئے . علامہ سید شرف الدین باب حطہ سے اہل بیت کی وجہ تسمیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:خدا وند متعال نے اپنے حکم کے سامنے اس دروازے کو تواضع اور انکساری کا ایک مظہر قرار دیا تھا ، یعنی اس دروازے کو خدا نے تواضع اور انکساری کا مظہر قرار دیا تھا ،اور خدا کا یہی امر سبب قرار پایا کہ بنی اسرائیل کے گناہوں کی مغفرت کا موجب ہوا ، اسی طرح اہل بیت کے سامنے اسلامی امت کا سر تسلیم جھکانا، اور انکی صدق دل سے اطاعت کرنا : گویا اہل بیت کے سامنے اس فعل کا انجام دینا خدا کی تواضع و انکساری کا ایک مظہر ہے، اور ان کے سامنے سر جھکاناگویا حکم خدا کے سامنے سر جھکانا ہے،اور خدا کی نظروں میں یہی چیز تمام مسلمین کیلئے مغفرت کاسبب ہے . مزید اطلاع کیلئے کتاب '' المراجعات'' دیکھئے .مترجم .

[3] اس حدیث کو طبرانی نے دو طرح نقل کیا ہے اگرچہ یہ دونوں حدیثیں ایک ہی جیسی ہیں لیکن ایک میں کچھ لفظ زیادہ آئے ہیں جو اس طرح ہے : (مثل اہل بیتی مثل سفینۃ نوح من رکبہا نجا ، ومن تخلف عنہا غرق ومن قاتلنا فی آخر الزمان فکانما قاتل مع الدجال)
میرے اہل بیت کے مثال سفینۂ نوح جیسی ہے ، جو ا س پر سوار ہوا تھا اس نے نجات حاصل کی تھی، اور جس نے روگردانی کی تھی وہ غرق ہوگیا تھا ،(اسی طرح ہم سے جو متمسک رہے گا وہ نجات پائے گا اور جو روگردانی کرے گا وہ ہلاک ہو جائے گا) اورجس نے بھی ہم سے آخری زمانے میں جنگ کی گویا اس نے دجال کی طرف سے جنگ کی .المعجم الکبیر ج ١، ص ١٢۵۔ مجمع الزوائد ج۹،ص ٢۶ ۔ کنز العمال ج ۶،ص ٢١۶۔ حلیۃ الاولیاء ج۴، ص ٣٠۶۔ مرقاۃ المصابیح ج ۵،ص ۶١٠۔ تاریخ بغداد ج ١٢،ص ١۹۔ کنوزالحقائق ص١٣٢۔ ذخائر العقبی ص ٢٠۔ الصواعق المحرقۃ ص ٧۵۔ ینابیع المودۃ ص ٢٨۔ نزل الابرار ص ٣٣۔ میزان الاعتدال ج١،ص ٢٢۴۔ا لخصائص لکبری ج ٢،ص ٢۶۶ ۔المعجم الصغیر ص٧٨ ۔ زوائد مسند بزار ص ٢٧٧۔

طبرانی، ''المعجم الاوسط ''میں ابی سعید خدری سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا: میرے اہل بیت کے مثال سفینۂ نوح جیسی ہے، جو اس پر سوار ہوا اس نے نجات حاصل کی، اور جس نے روگردانی کی وہ غرق ہوا ،اور میرے اہل بیت کی مثال تم میں ویسی ہے جیسے باب حطہ ہے بنی اسرائیل میں جو اس میں داخل ہوگیا تھا وہ بخش دیا گیا تھا[1] (اسی طرح میرے اہل بیت کے قلعہ محبت میں داخل ہوگا وہ بخش دیا جائے گا)

اٹھائیسویں حدیث:

محمد و آل محمد کی محبت اسلام کی بنیاد ہے اخرج البخاری فی تاریخہ ، عن الحسن بن علیؑ؛ قال: قال سول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: (لکل شیء اساس و اساس الاسلام حب اصحاب رسول اللہ وحب اہل بیتہ)ابن نجار[2] اپنی تاریخ میں نقل کرتے ہیں کہ امام حسن مجتبی نے فرمایا : جس طرح ہر چیز کی ایک بنیاد اور اساس ہوتی ہے ،اسی طرح اسلام کی بنیاد رسول کے اصحاب کی دوستی اور آپ کے اہل بیت کی محبت ہے[3]۔

اسناد و مدارک کی تحقیق:

نهضة ترجمه
Translation Movement

انتیسویں حدیث :

رسول اسلام اولاد فاطمہ زہراءؑ کے باپ اور عصبہ ہیں اخرج الطبرانی ،عن عمرؓ ؛ قال: قال سول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : (کل بنی انثی فان عصبتہم لابیہم ما خلا ولد فاطمۃ فانی عصبتہم فانا ابوہم ا

---

[1] مذکورہ حدیث درج ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے:مجمع الزوائد ج۹،ص ۱۶۸ ۔ کنز العمال ج ۶،ص ۲۱۶۔ المعجم الصغیر للطبرانی ص ۱۷۰ ۔ المعجم الاوسط للطبرانی ۔ فیض القدیر ج۴، ص ۳۵۶۔ جواہر العقدین سمہودی ج۲، ص ۷۲۔(قلمی نسخہ ، ظاہریہ کتاب خانہ دمشق).

[2] ابو عبد اللہ محمد بن محمود بن حسن بن ہبۃ اللہ بن محاسن بغدادی ؛ آپ ۵۷۸ ھ میں پیدا ہوئے ، اور ۶۴۳ ھ میں وفات پائی . دیکھئے : تذکرۃ الحفاظ ج ۴ ،ص ۱۴۲۸۔

[3] مذکورہ حدیث حسب ذیل میں کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے : تفسیر در منثور ج ۶،ص ۷ ۔ کنز العمال ج ۶،ص ۲۱۸۔

طبرانی نے عمر ابن خطاب [1] سے نقل کیا ہے کہ رسول نے فرمایا : ہر عورت کے بچوں کی نسل ان کے باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے ،لیکن فاطمہ کی اولاد میری طرف منسوب ہے،بیشک میں ان کا باپ ہوں [2]۔

تیسویں حدیث:

رسول خدا اولاد فاطمہؑ کے ولی اور عصبہ ہیں اخرج الحاکم عن جابر ،عن فاطمۃ الزہرا (س)؛ قال: قال سول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

(کل بنی ام ینتمون الی عصبۃ الاولد فاطمۃ فانا ولیہم وانا عصبتہم) حاکم نے جابر سے ،انھوں نے حضرت فاطمہ زہرا ؑسے نقل کیا ہے کہ رسول نے فرمایا : ہر ماں کی اولاد اپنے باپ کے خاندان کی طرف منسوب ہوتی ہے ،لیکن فاطمہ ؑ کی اولاد میری طرف منسوب ہے، میں ان کا ولی اور منسوب الیہ ہوں ہوں [3]۔اسناد و مدارک کی تحقیق ۔العَصَبة (بالتحریک) یہ عاصب کی جمع ہے جیسے طالب کی جمع طلبۃ،باپ کی جانب سے رشتہ داروں کو عصبہ کہا جاتاہے

اکتیسویں حدیث:

حضرت فاطمہ زہرا ء ؑ کے دونو ں بیٹے رسولؐ کے فرزند ہیںاخرج الحاکم ،عن جابر ؛ قال:قال سول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :

(کل بنی ام ینتمون الی عصبۃینتمون الیہم الاولدی فاطمۃ فانا ولیہا و عصبتہا)) حاکم جابر سے نقل کرتے ہیں کہ رسول نے فرمایا : ہر ماں

---

[1] ابو حفص عمر بن الخطاب بن نفیل عدوی ؛ موصوف ہجرت کے چالیس سال قبل مکہ میں پیدا ہوئے ، اور آپ نے ہجرت کے پانچویں سال اسلام قبول کیا ، ا و ر ١١ ہجری میں خلیفۂ اول کی حیثیت سے مسند نشین ہوئے ، اور تیرہ سال حکومت کی جس میں بہت سے ممالک پر فتحیابی حاصل کی ، اور ٢٣ ھ میں ابو لولو فیروز پارسی شخص کے ہاتھوں زخمی ہوئے ، اور تین دن کے بعد زخموں کی تاب نہ لاکر دنیا سے چل بسے دیکھئے : صفوۃ ا لصفوۃ ج١، ص١٠١۔ تاریخ طبری ج٢،ص ١٨٧۔

[2] مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے : المعجم الکبیر جلد ١ ،ص ١٢٤۔ کنز العمال جلد ٦،ص ٢٢٢٠۔ الصواعق المحرقۃ ص١٨٥۔ ذخائر العقبی ص ١٢١۔

[3] مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے : المعجم الکبیر ج ١ ،ص ١٢٤۔ کنز العمال ج ٦،ص ٢٢٢٠۔ تاریخ بغداد ج١٢١،ص ٢٨٥۔ مقتل الخوارزمی ج٢ ،ص٨٨۔ مجمع الزوائد ج٩،ص١٧٢۔

کے بچے اپنے آبائی خاندان کی طرف منسوب ہوتے ہے، لیکن میری بیٹی فاطمہ کے دونوں بچے میری طرف منسوب ہیں، میں ان کا ولی اور رشتہ دار ہوں[1]۔

بتیسویں حدیث:

رسول خدا کے سببی اور نسبی رشتے بروز قیامت منقطع نہ ہوں گے اخرج الطبرانی فی الاوسط، عن جابر ؛ انہ سمع عمر بن الخطابؓ یقول الناس حین تزوج بنت علیؑ :الا تہنئونی ، سمعت رسول اللہ (ص) یقول :(ینقطع یوم القیامۃ کل سبب و نسب الا سببی و نسبی) طبرانی نے ''المعجم الاوسط''میں جابر سے نقل کیا ہے کہ میں نے عمر کو لوگوں سے یہ کہتے ہوئے اس وقت سنا کہ جب ان کی بنت علیؑ سے شادی برقرار ہوئی :تم مجھے مبارک باد کیوں نہیں پیش کرتے کیونکہ میں نے رسول کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: روز قیامت تمام سببی اور نسبی رشتے منقطع ہو جائیں گے سوائے میرے سببی اور نسبی رشتوں کے[2]۔

اسناد و مدارک کی تحقیق:

تینتیسویں حدیث:

رسول اسلامؐ کا سلسلۂ نسب و سبب کبھی نہ ٹوٹے گا اخرج الطبرانی، عن ابن عباسؓ ؛ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :

(کل سبب و نسب منقطع یوم القیامۃ الا سببی و نسبی) طبرانی نے ابن عباس سے نقل کیا ہے رسول نے ارشاد فرمایا: میرے سببی اور نسبی رشتوں کے علاوہ روز قیامت تمام سببی اور نسبی رشتے منقطع ہو جائیں گ[3]ے۔

---

[1] مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے : مستدرک الصحیحین ج ۳،ص ۱۶۴۔ کنز العمال ج ۶،ص ۲۱۶۔ منتخب کنز العمال ج ۵،ص ۲۱۶۔

[2] مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے : المعجم الکبیر ج ۱ ،ص ۱۲۴۔ حلیۃ الاولیاء ج۷،ص ۳۱۴۔

[3] مذکورہ حدیث درج ذیل کتابوں میں بھی نقل کی گئی ہے : طبرانی؛ المعجم الکبیر ج۱، ص ۱۲۹۔ مناوی ؛ فیض القدیر ج۵،ص ۳۵، تاریخ بغداد ج۱،ص ۲۷۱ ، رافعی؛ التدوین ج۲،ص ۹۸۔ ہیثمی؛ مجمع الزوائد ج۹ ،ص ۱۷۳۔ ہیثمی کہتے ہیں : اس حدیث کے راوی موثق

چونتیسویں حدیث:

رسول خدا کا سببی اور دامادی رشتہ کبھی نہ ٹوٹے گا اخرج ابن عساکر، فی تاریخہ، عن ابن عمرؓ؛ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: (کل نسب و صہر منقطع یوم القیامۃ الا نسبی وصہری) ابن عساکر[1] نے اپنی تاریخ میں ابن عمر (عبداللہ) سے نقل کیا ہے رسول نے ارشاد فرمایا: میرے نسبی اور دامادی رشتوں کے علاوہ روز قیامت تمام نسبی اور دامادی رشتے منقطع ہو جائیں گے[2]۔

پینتیسویں حدیث:

اہل بیت سے مخالفت کرنے والے شیطانی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں اخرج الحاکم، عن ابن عباسؓ؛ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ((النجوم امان لاہل الارض من الغرق، و اہل بیتی امان لامتی من الاختلاف، فاذا خالفہا قبیلۃ اختلفوا فصاروا حزب ابلیس)) حاکم ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اسلام نے فرمایا: جس طرح ستارے اہل زمین کو (پانی میں) غرق ہونے سے محفوظ رکھتے ہیں اسی طرح میرے اہل بیت میری امت کو اختلاف و تفرقہ سے بچانے والے ہیں، لہذا اگر کسی گروہ اور قبیلہ نے ان کی مخالفت کی تو وہ شیطانی گروہ میں شامل ہوجائے گا۔ اسناد و مدارک کی تحقیق:

ہیں . محب الدین طبری ؛ ذخائر العقبی ص ۶. ہیثمی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں : جب بنت عبد المطلب جناب صفیہ کے بیٹے کا انتقال ہوا تو صفیہ اس پر رو رہی تھی ، اس وقت رسول نے صفیہ سے فرمایا'' : یا عمۃ ! من توفی لہ ولد فی الاسلام کان لہ بیت فی الجنۃ یسکنہ''اے پھو پھی جان! آ پ رورہی ہیں جبکہ جس شخص کا ایک مسلمان بیٹا فوت ہوجائے تو گویا اس نے جنت میں ایک گھر بنایا ، جس میں وہ سکونت اختیار کریگا ، جب صفیہ رسول کے پاس سے رخصت ہوکر چلنے لگیں تو ایک شخص نے صفیہ سے کہا : اے صفیہ! محمد کی رشتہ داری تجھے کچھ فائدہ نہیں دے گی ، صفیہ یہ سنکر دوبارہ بلند آواز سے رونے لگیں ، جس کو رسول نے بھی سنا ، رسول یہ سنکر غمگین ہوئے، کیونکہ آپ صفیہ کا بہت احترام کرتے تھے ، اس لئے آپ نے صفیہ سے کہا'' :یا عمۃ ! تبکین وقد قلت لک ما قلت'' اے پھو پھی جان! آپ کو جو بات کہنی تھی وہ کہہ چکا ہوں، اس کے باوجود آپ رورہی ہیں ؟ صفیہ نے کہا: میں اپنے بیٹے پر نہیں رو رہی ہوں بلکہ میرا رونا اس لئے ہے ،پھرآپ نے وہ سب بتا دیا جو اس مرد نے کہا تھا ، اس وقت رسول بہت ناراض ہوئے ، اور بلال سے اس طرح فرمایا :'' یا بلال ھجر بالصلاۃ '' اے بلال نماز کا اعلان کردو ، چنانچہ بلال نے اعلان کیا ، جب لوگ جمع ہوئے تو آپ نے فرمایا :

''ما بال اقوام یزعمون ان قرابتی لا تنفع ، ان کل سبب و نسب ینقطع یوم القیامۃ الا نسبی وان رحمی موصولۃ فی الدنیا والآخرۃ''

ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ گمان کرتے ہیں کہ میری رشتہ داری کوئی فائدہ نہیں دے گی ؟ یقیناً ہر رشتہ روز قیامت منقطع ہوجائیگا سوائے میرے رشتہ کے ،چاہے وہ سببی ہو یا نسبی ، پس میرا رشتہ دنیا وآخرت دونوں جگہ باقی رہے گا .

[1] ابو القاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عبد اللہ بن حسین دمشقی محدث شام ؛ موصوف پایہ کے مؤرخ اور حافظ تھے ، آپ کی مشہور کتاب تاریخ مدینۃ دمشق ہے . آپ ۴۹۹ ہجری ھ میں پیدا ہوئے ، اور ۵۷۱ ہجری ھ میں وفات پائی. دیکھئے : الاعلام ج ۵،ص ۸۲۔

[2] مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے: معجم کبیر ج ۱،ص ۱۲۴۔ کنز العمال ج ۶،ص۱۰۲۔ فتح البیان ج۷،ص ۳۴۔ فیض القدیر ۵،ص ۳۵۔ مستدرک الصحیحین ج۳،ص ۱۵۸۔ الفصول المہمۃ ص ۲۸۔

چھتیسویں حدیث:

اولاد رسول[1] عذاب میں مبتلا نہ ہوگی اخرج الحاکم ،عن انس؛ قال:قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : (وعدنی ربی فی اہل بیتی من اقر منہم بالتوحید ولی بالبلاغ انہ لایعذبہم) حاکم نے انس سے نقل کیا ہے کہ رسول نے فرمایا : میرے رب نے میرے اہل بیت کے بارے میں مجھ سے یہ وعدہ کیا ہے کہ جو بھی ان (میرے اہل بیت) میں سے توحید کا اقرار اور میری رسالت کو تسلیم کرے گا اسے عذاب میں مبتلا نہیں کرے گا [2] ۔

سینتیسویں حدیث :

اہل بیت رسول میں سے کوئی جہنم میں نہ جائے گا اخرج ابن جریر فی تفسیرہ ،عن ابن عباس؛فی قولہ تعالی :(وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ)،قال: (من رضی محمد ان لایدخل احد من اہل بیتہ النار).ابن جریر طبری [3] نے اپنی تفسیر میں آیۂ (وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ)[اور تمھارا پروردگار عنقریب اس قدر عطا کرے گا کہ تم خوش ہوجاؤ [4] کی تفسیر کے ذیل میں ابن عباس سے اس طرح نقل کیا ہے : رسول اسلام کی رضایت کا مطلب یہ ہے کہ ان کے اہل بیت میں سے کوئی بھی جہنم میں نہیں جائے گا [5] ۔اسناد و مدارک کی تحقیق

---

[1] مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے: کنز العمال ج ۶،ص۲۱۷۔ منتخب کنز العمال ج۵،ص ۹۴۔ جمع الجوامع ج ۱،ص ۴۵۱۔ الصواعق المحرقۃ ص ۱۴۰۔ مستدرک الصحیحین ج۳،ص ۱۴۹۔

[2] مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے: کنز العمال ج ۶،ص۲۱۷۔ منتخب کنز العمال ج۹،ص۹۲۔ الصواعق المحرقۃ ص ۱۴۰۔ مستدرک الصحیحین ج۳،ص۱۵۰۔

[3] ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر طبری ؛ ۲۱۴ ہجری ھ میں شہر آمل ایران میں پیدا ہوئے ، ۲۸ شوال شام کو ۳۱۰ ہجری ھ میں وفات پائی ، آپ مسلمانوں کے بہت بڑے عالم دین اور گرانبہا کتابوں کے مؤلف جانے جاتے ہیں ، ان کی مشہور کتابیں یہ ہیں :
''جامع البیان فی تفسیر القرآن''۔'' تاریخ الامم والملوک (تاریخ طبری).'' بقیہ حالات زندگی ذیل کی کتابوں میں دیکھئے :
الانساب ج ۹،ص ۴۱۔ تذکرۃ الحفاظ ج۲،ص۷۱۶، ۷۱۰۔

[4] سورۃ ضحی آیت نمبر پانچ

[5] مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے: مناوی ؛ فیض القدیر ج۴،ص۷۷۔تفسیر طبری ج ۳۰، ص ۲۳۲۔ فضائل الخمسۃ ج۲،ص ۶۵۔ محب الدین طبری ؛ ذخائر العقبی ص۱۹۔ کنز العمال ج ۶،ص۲۱۵۔ منتخب کنز العمال ج۹،ص۹۲۔ الصواعق المحرقۃ ص۹۵۔ الدر المنثور ج ۶،ص ۳۶۱۔

اڑتیسویں حدیث:

اولاد فاطمہ جہنم میں نہیں جائے گی اخرج البزار، و ابو یعلی،والعقیلی، والطبرانی ،وابن شاہین، عن ابن مسعود ؛ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: (ان فاطمۃ احصنت فرجہا فحرم اللہ ذریتہا علی النار)بزار، ابو یعلی[1]، عقیلی[2]، طبرانی اور ابن شاہین[3] نے ابن مسعود[4] سے نقل کیا ہے

کہ رسول اسلام نے فرمایا :چونکہ فاطمہ زہراء نے اپنے ستر اور پردہ کو محفوظ رکھا تو خدا نے(اس کی پاداش میں) ان کی ذریت پر آتش کو حرام قرار دیا[5]۔

انتالیسویں حدیث :

فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے جہنم میں نہیں جائیں گے اخرج الطبرانی، عن ابن عباس ؛ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لفاطمۃ: (ان اللہ غیر معذبک ولا ولدک)

[1] ابو یعلی احمد بن علی بن مثنی بن یحی بن ہلال تمیمی صاحب کتاب المسند الکبیر ؛ موصوف ۲۱۰ ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۰۸ ھ میں وفات پاگئے . دیکھئے : تذکرۃ الحفاظ ج۲،ص ۷۰۹ ، ۷۰۷ .

[2] ابو جعفر محمد بن عمر و بن موسی بن حماد عقیلی حجازی صاحب کتاب الضعفاء ؛ آپ مسلمانوں کے بہت بڑے محدث اور ایک زحمت کش عالم دین تھے ، مکہ اور مدینہ میں زندگی گزارتے تھے ۳۲۲ ھ، بقیہ حالات زندگی ذیل کی کتابوں میں دیکھئے :
الوافی بالوفیات ج ۴،ص۲۹۱۔تذکرۃ ا لحفاظ ۱، ص ۸۳۳۔

[3] ابو حفص عمر بن احمد بن عثمان بن احمد بغدادی واعظ معروف بہ ابن شاہین ؛ موصوف نے تقریباً ۳۳۰، کتابیں تالیف کی ہیں ، ان میں سے ایک کتاب تفسیر کبیر ہے جو ۱۵۰۰ جزء پر مشتمل ہے ، آپ ۲۹۷ ھ میں پیدا ہوئے ،اور ۳۸۵ ھ میں وفات پائی ، بقیہ حالات زندگی ذیل کی کتابوں میں دیکھئے : المنتظم ج ۷،ص ۱۸۲ ۔ غایۃ النہایۃ ج۱،ص ۵۸۸۔ لسان المیزان ج۴،ص ۲۸۳۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۱،ص ۹۹۰، ۹۸۷۔

[4] ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب ہذلی ؛ موصوف کا شمار بزرگ و قدیم صحابہ میں ہوتا ہے ، اور ابو نعیم کی روایت کے مطابق آپ چھٹے فردہیں جو سب سے پہلے اسلا م لائے ، آپ ہی وہ پہلے فرد ہیں کہ قرآن کو جہر(بلند آواز)میں پڑھا ، آپ رسول کے خدمت گزار ، امین اور رسول کے ہمراز تھے ، آپ کی ماں کانام ام عبد بنت عبد ود تھا ،اس لئے آپ کو ابن مسعود کے بجائے ام ابن عبد بھی کہا گیا ہے ، آپ نے دو ہجرتیں کیں ، ایک بار حبشہ اور ایک بار مکہ سے مدینہ ہجرت کی ، رسو ل کی وفات کے بعد آپ کوفہ میں بیت المال کے سرپست ہوئے ، لیکن حضرت عثمان کی حکومت کے زمانہ میں خلیفہ صاحب کے غیظ و غضب کا شکار ہوئے ،اور ، ۳۲ ھ میں مدینہ میں انتقال کرگئے ، اور اسی شب جنت البقیع میں دفن کردیا گیا. دیکھئے الاعلام ۴ ،ص ۲۸۰۔

[5] مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے: زوائد مسند بزار ص ۲۸۰۔ حاکم؛المستدرک ج ۳،ص ۱۵۲۔ محب الدین طبری ؛ ذخائر العقبی ص۴۸۔ کنز العمال ج ۶،ص۲۱۹۔ ج۱۲،ص ۱۱۔ الصواعق ا لمحرقۃ ص۲۳۲۔ نزل الابرار ص ۷۸۔ میزان الاعتدال ج ۳ ،ص ۲۱۶۔ مجمع الزوائد ج۹،ص ۲۰۲۔ تاریخ بغداد ج۳،ص ۵۴۔ طبرانی ؛المعجم الکبیر ج۱،ص ۲۴۔
طبرانی نے اس حدیث کو اس طرح نقل کیا ہے: ((ان فاطمۃ احصنت فرجہا و ان اللہ ادخلہا با حصان فرجہا و ذریتہا الجنۃ))
حضرت فاطمہ زہرا ۲۳۶نے اپنا دامن پاک رکھا ، پس خدا نے ان کو اس کی جزا یہ عطا کی کہ انھیں اور ان کی اولاد کو جنت میں داخل کرے گا

طبرانی نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ رسول نے فاطمہ سے فرمایا : خدا تجھے اور تیری اولاد کو عذاب نہیں کرے گا[1]۔

چالیسویں حدیث:

کبھی گمراہ نہ ہونے کا آسان نسخہ اخرج الترمذی وحسنہ ،عن جابر ؛ قال: قال رسول اللہ ﷺ :((یا ایہا الناس انی ترکت فیکم ما اخذتم بہ لن تضلوا :کتاب اللہ و عترتی))ترمذی نے حسن سند کے ساتھ جابر سے نقل کیا ہے کہ رسول نے فرمایا :اے لوگو! میں تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اس کے ہوتے ہوئے تم گمراہ نہ ہوگے،وہ کتاب خدا اور میری عترت ہے[2]۔ سناد و مدار ک کی تحقیق:

اکتالیسویں حدیث :

رسول کی شفاعت محبان اہل بیت سے مخصوص ہے اخرج الخطیب فی تاریخہ ،عن علیؑ ؛ قال: قال رسول اللہ ﷺ :(شفاعتی لامتی من احب اہل بیتی) خطیب بغدادی[3] اپنی تاریخ میں علیؑ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول نے فرمایا : میری امت میں جو میرے اہل بیت کو دوست رکھے گا میری شفاعت اسی کے نصیب ہوگی ۔

---

[1] مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے: کنز العمال ج ۳،ص۱۶۵۔ منتخب کنزالعمال ج ۵،ص۹۷۔ الصواعق ا لمحرقۃ ص۲۲۳۔ نزل الابرار ص ۸۳۔ الدرۃ الیتیمۃ فی بعض فضائل السیدۃ العظیمۃ ص۲۸۔

[2] مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے: کنز العمال ج۱،ص۴۸۔ طبرانی ؛المعجم الکبیر ج۱،ص ۱۲۹۔ ترمذی؛ الجامع الصحیح (صحیح ترمذی شریف)

[3] ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بغدادی معروف بہ خطیب بغدادی ؛ موصوف ۳۹۲ ہـ میں غزیۃ (کوفہ اور بغداد کے درمیان ایک دیہات) میں پیدا ہوئے ،آپ ۴۶۳ ہـ کو وفات پاگئے، آپ کی بغدا دمیں ہی پرورش ہوئی ، علم دین کی تلاش میں مکہ ، بصرہ ، دینور،کوفہ اور دیگر شہروں کی جانب سفر کئے ، آپ ایک بہت بڑے عالم ، ادیب ، شاعر اور بیحد مطالعہ کے شوقین تھے ، آپ نے متعددکتابیں تالیف فرمائی ہیں، ان میں سے کچھ یہ ہیں : تاریخ بغداد ، الجامع ، الکفایہ ، اور المتفق والمفترق ۔

بیالیسویں حدیث :

رسول خدا سب سے پہلے اپنے اہل بیت کی شفاعت کریں گے اخرج الطبرانی ،عن ابن عمر ؛ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : (اول من اشفع لہ من امتی اہل بیتی)طبرانی نے عبد اللہ ابن عمر سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : سب سے پہلے جس کی میں شفاعت کروں گا وہ میرے اہل بیت ہوں گے[1]۔ اسناد و مدارک کی تحقیق:

تینتالیسویں حدیث :

رسول قیامت میں قرآن اور اہل بیت کے بارے میں باز پرس کریں گےاخرج الطبرانی، عن المطلب بن عبد اللہ بن حنطب، عن ابیہ قال: خطبنا رسول للہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالجحفہ، فقال: الست اولی بکم من انفسکم ؟ قالوا: بلی، یا رسول اللہ !قال: فانی سائلکم عن اثنین، عن القرآن و ترتی

طبرانی نے عبد المطلب بن عبد اللہ بن حنطب[2] سے انھوں نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے مقام جحفہ[3] میں ہمارے درمیان خطبہ ارشاد فرمایا جس میں یہ کہا: کیا میں تمھارے نفوس پر تم سے زیادہ حق تصرف نہیں رکھتا ؟ سب نے کہا : کیوں نہیں یا رسول اللہ !آپ ہمارے نفوس پر اولی بالتصرف ہیں، رسول اسلام نے اس وقت فرمایا : میں(روز قیامت) تم سے دو

---

[1] مذکورہ حدیث کو خطیب بغدادی نے اس طرح نقل کیا ہے" : شفاعتی لامتی من احب اہل بیتی وہم شیعتی"
میری شفاعت میری امت کے ان افراد کو شامل ہوگی جو میرے اہل بیت سے محبت کریں گے وہ میرے شیعہ ہیں.
دیکھئے : کنز العمال ج ۶،ص۲۱۷۔ الجامع الصغیر ج۲،ص ۴۹۔ ینابیع المودۃ ص ۱۸۵۔ مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں میں بھی پائی جاتی ہے:

[2] مطلب بن عبد اللہ بن حنطب بن حارث بن عبید بن عمر بن مخزوم مخزومی قرشی ؛موصوف جنگ بدر میں اسیر ہوئے اور پھر اسلام لے آئے ، بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں دیکھئے: الاصابۃ ج۶،ص ۱۰۴ ۔ تہذیب التہذیب ج ۱۰،ص۱۷۸۔ میزان التعدال ج۴،ص ۱۲۹۔

[3] جحفہ؛ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔

چیزوں کے بارے میں سوال کروں گا (ایک) قرآن اور (دوسری) میری عترت[1] (کہ تم نے ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا تھا؟)

چوالیسویں حدیث :

قیامت میں چار چیزوں کے بارے میں سوال ہوگا اخرج الطبرانی ،عن ابن عباسؓ ؛ قال: قال رسول اللہ ﷺ : (لا تزول قدما عبد یوم القیامۃ حتی یسأل عن اربع ، عن عمرہ فیما افناہ ، وعن جسدہ فیما ابلاہ ، وعن مالہ فیما انفقہ ، ومن این اکتسبہ ، و عن محبتنا اہل البیت) طبرانی نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ رسول نے فرمایا : روز قیامت کوئی بندۂ خدا ایک قدم بھی نہیں بڑھا سکے گا جب تک اس سے ان چار چیزوں کے بارے میں سوال نہ کر لیا جائے گا :١۔اپنی ساری عمر کس طرح صرف کی؟

٢۔اپنا جسم وبدن کہاں نابود کیا ؟

٣۔ مال کس راستے سے کمایا اور کس کام میں خرچ کیا ؟

٤۔ہم اہل بیت کی محبت کے بارے میں، کہ تھی یا نہیں [2]؟اسناد و مدارک کی تحقیق:

---

[1] مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے: مجمع الزوائد ج۵،ص۱۹۵۔ اسد الغابۃ ج ۳،ص ۱۴۷۔ ابو نعیم ؛ حلیۃ الاولیاء ج ۱،ص ۶۴۔ ابو نعیم نے اس حدیث کو حضرت علی ۔ سے اس طرح نقل کیا ہے: ایہا الناس ! الست اولی بکم من انفسکم ؟قالوا: بلی یا رسول اللہ ، قال:فانی کائن لکم علی الحوض فرطاً وسائلکم عن اثنین ، عن القرآن و عترتی))اے لوگو ! کیا میں تمہارے نفسوں پر تم سے زیادہ حق تصرف نہیں رکھتا ؟ سب نے کہا : کیوں نہیں یا رسول اللہ !آپ ہمارے نفوس پر اولی بالتصرف ہیں،تو رسول اسلام نے اس وقت فرمایا : میں تم سے پہلے حوض کوثر پر وارد ہوں گا او ر تم سے وہاں دو چیزوں کے بارے میں سوال کروں گا ،قرآن اور میری عترت

[2] مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے: کنز العمال ج۷،ص۲۱۲۔ کفایہ الطالب ص ۱۸۳۔ ہیثمی ؛ مجمع الزوائد ج۱۰،ص۳۴۶۔ہیثمی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں : اس وقت لوگوں نے رسول سے کہا : آپ کی دوستی کی کیا شناخت ہے ؟ آپ نے اس وقت علی کے شانوں ہاتھ مارا (یعنی اس کی دوستی میری دوستی کی علامت ہے)۔

پینتالیسویں حدیث :

سب سے پہلے اہل بیت رسول حوض کوثر پر وارد ہوں گے اخرج الدیلمی، عن علیؑ؛ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول: (اول من یرد علیّ الحوض اہل بیتی) [1] دیلمی نے حضرت علیؑ سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے فرمایا: سب سے پہلے جو حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوگا وہ میرے اہل بیت ہوں گے [2]۔

چھیالیسویں حدیث:

اپنی اولاد کو تین باتوں کی تلقین کرو اخرج الدیلمی، عن علیؑ؛ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: (ادبوا اولادکم علی ثلاث خصال: حب نبیکم، حب اہل بیتہ، وعلی قراءۃ القرآن، فان حملۃ القرآن فی ظل اللہ یوم لا ظل الا ظلہ مع انبیاءہ و اصفیاءہ)

دیلمی نے حضرت علیؑ سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے فرمایا: اپنی اولاد کی ان تین عادتوں کے ذریعہ پرورش کرو (یعنی انھیں تین باتوں کی عادت ڈالو): اپنے پیغمبرؐ سے محبت، ان کے اہل بیت سے دوستی اور قرآن کریم کی تلاوت، کیونکہ قرآن کے پڑھنے اور حفظ کرنے والے اس دن کہ جس دن سایہ الٰہی کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا لیکن یہ اس کے انبیاء اور اوصیاء کے ساتھ (لطف الٰہی کے) سایہ تلے ہوں گے [3] اسناد و مدارک کی تحقیق:

---

[1] ابو شجاع شیر ویہ بن شہر دار بن فنا خسرو دیلمی؛ آپ بہت بڑے حافظ اور محدث تھے، آپ کی تالیف کردہ کتابیں "تاریخ ہمدان، اور الفردوس" ہیں، آپ سے محمد بن فضل اسفرائنی اورشہر دار بن شیرویہ دیلمی نے روایات نقل کی ہیں، ۵۰۹ ہـ میں انتقال ہوا، بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتاب میں ملاحظہ کریں :تذکرۃ الحفاظ ج ۴،ص ۱۲۵۹۔

[2] مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے: کنوز الحقائق ص ۱۸۸ ۔ مجمع الزوائد ج۹، ص ۱۳۱۔ الفتاوی الحدیثیۃ ص ۱۸۔ ینابیع المودۃ ص ۲۶۸۔ متقی ہندی ؛ کنزالعمال ج ۶،ص ۱۷۔متقی ہندی نے اس حدیث کواس طرح نقل کیا ہے :
((اول من یرد علیّ الحوض اہل بیتی ومن احبنی من امتی))سب سے پہلے حوض کوثر پر میرے پاس میرے اہل بیت اور میری امت کے وہ لوگ جومجھ سے محبت کرتے ہیں وارد ہوں گے۔محب الدین طبری ؛ ذخائر العقبی ص ۱۸محب الدین طبری نے اس طرح نقل کیا ہے ’:یرد الحوض اہل بیتی ومن احبہم من امتی کہاتین‘‘میرے اہل بیت اور میری امت میں سے جو ان سے محبت کرتے ہیں وہ ان دو انگلیوں کی مانند(جوکہ ایک دوسرے سے با لکل متصل ہیں) حوض کوثر کے کنارے وارد ہوں گے۔

[3] مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے: متقی ہندی ؛ کنزالعمال ج۸،ص ۲۷۸۔ مناوی ؛ فیض القدیر ج۱ ص ۲۲۵۔ سیوطی ؛ الجامع الصغیر ج ۱،ص ۲۴۔ نبہانی ؛ الفتح الکبیر جلد۱ ، صفحہ ۵۹۔ الصواعق المحرقۃ صفحہ ، ۱۰۳۔

سینتالیسویں حدیث :

جو محب اہل بیت ہوگا وہی پل صراط پر ثابت قدم رہے گا اخرج الدیلمی ، عن علیؑ ؛ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : (اثبتکم علی الصراط اشدکم حباً لاہل بیتی و اصحابی) دیلمی نے حضرت علیؑ سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے فرمایا : پل صراط پر تم لوگوں میں سے وہی زیادہ دیر تک ثابت قدم رہ سکتا ہے جو میرے اہل بیت اور (نیک کردار) اصحاب کو جتنا زیادہ چاہتا ہوگا[1]۔

اڑتالیسویں حدیث :

سادات کے خدمت کرنے والے بخش دئے جائیں گے اخرج الدیلمی، عن علیؑ ؛ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :((اربعۃ انا لھم شفیع یوم القیامۃ ، المکرم لذریتی ، والقاضی لھم الحوائج ، والساعی لھم فی امورھم ، عندما اضطروا الیہ ، والمحب لھم بقلبہ و لسانہ))۔

دیلمی نے حضرت علیؑ سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے فرمایا : روز قیامت چار قسم کے لوگ ایسے ہوں گے جن کی میں شفاعت کروں گا :۱۔ جس نے میری ذریت (اولاد) کا اکرام و احترام کیا ۔

۲۔ جس نے میری ذریت (اولاد) کی حاجت روائی کی ۔

۳۔ جو میری ذریت کے مشکلات پر اس وقت ان کی مدد کرے جب وہ ان مشکلات میں حیران و پریشان ہوں۔

۴۔ وہ جو ان سے دل و زبان سے محبت کرتا ہو[2]۔

[1] مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے: متقی ہندی ؛ کنزالعمال ج۶،ص۲۱۶۔ الصواعق المحرقۃ صفحہ ، ۱۸۵۔ کنوز الحقائق صفحہ۵ ۔

[2] مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے: متقی ہندی ؛ کنزالعمال ج۶،ص۲۱۷ ،جلد ۸،صفحہ ۱۵۱۔ الصواعق المحرقۃ صفحہ ، ۲۳۷۔ مقتل الخوارزمی جلد ۲ صفحہ ۲۵۔محب الدین طبری ؛ ذخائر العقبی صفحہ ۱۸۔اس کتاب میں مذکورہ حدیث کوامام رضاؑ سے نقل کیا گیاہے

انچاسویں حدیث:

آل محمد کو اذیت دینے والے سے خدا سخت غضبناک ہو تا ہےاخرج الدیلمی ، عن ابی سعید ؛ قال:قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : (اشتد غضب اللہ علی من آذانی فی عترتی) دیلمی نے ابو سعید خدری سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے فرمایا :خدا وند متعال اس پر سخت غضبناک ہوتا ہے جو میری عترت پر اذیت کے ذریعہ مجھے ستائے[1]۔اسناد و مدارک کی تحقیق:

پچاسویں حدیث:

چھ قسم کے لوگوں کو خدا برا جانتا ہے اخرج الدیلمی، عن ابی ہریرۃ ؛ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : (ان اللہ یبغض الآکل فوق شبعہ ،والغافل عن طاعۃ ربہ، والتارک لسنۃ نبیہ ، والمخفر ذمتہ ، والمبغض عترۃ نبیہ ، والموذی جیرانہ)دیلمی نے ابو ہریرہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے ان چھ قسم کے لوگوں کے بارے میں کہ جنھیں خدا بری نگاہ سے دیکھتا ہے ،ارشاد فرمایا :

۱۔ خدا اس شخص پر غضبناک ہوتا ہے جو شکم سیر ہونے کے باوجود کھانا کھائے ۔

۲۔اور جو اپنے پرور دگار کی اطاعت سے غافل رہے ۔

۳۔اور جو سنت رسول کو ترک کرے ۔

۴۔ اور جو عہد شکنی اور بیوفائی کرے ۔

۵۔ اور جو اپنے نبی کی آل (عترت) سے بغض رکھے۔

۶۔ اور جو اپنے پڑوسیوں کو ستائے[1]۔

[1] مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے: مناوی ؛ فیض القدیر ج۱، ص ۵۱۵۔ الصواعق المحرقۃ صفحہ ۱۸۴۔

اکیاونویں حدیث:

نیک سادات تعظیم اور برے سادات در گزر کے مستحق ہیں اخرج الدیلمی، عن ابی سعید الخدری ؛ قال: قال رسول اللہ ﷺ :

(اہل بیتی والانصار کرشی و عیبتی، و موضع سرتی و امانتی، فاقبلوا من محسنھم ، وتجاوزوا عن مسیئم) دیلمی نے ابو سعید خدری سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے فرمایا : میرے اہل بیت (سادات) اور انصار میرے قلب و جگر اور میرا ظرف ہیں، لہٰذا ان میں سے جو نیک ہوں ان کا خیر مقدم (تعظیم) کرو اور ان میں سے جو برے[2] ہوان کو درگزر کرو[3]۔ اسناد و مدارک کی تحقیق:

باونویں حدیث :

فرزندان عبد المطلب پر کئے گئے احسان کا بدلہ رسول خدا دیں گے اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ، عن عثمان بن عفانؓ ؛ قال: قال رسول اللہ ﷺ : (من اولی رجلاً من بنی عبد المطلب معروفاً فی الدنیا فلم یقدرا المطلبی علی مکافأتہ، فانا اکافئہ عنہ یوم القیامۃ) ابو نعیم[4] نے اپنی کتاب حلیۃ الاولیاء میں عثمان بن عفان[5] سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے فرمایا : جو عبد المطلب کی اولاد میں سے کسی ایک کے ساتھ اس دنیا میں کوئی نیکی کرے گا اور وہ (مطلبی) اس دنیا میں اس کا بدلہ ادا نہ کرسکا تو میں روز قیامت اس کا بدلا ادا کروں گا[1]۔

---

[1] مذکورہ حدیث حسب ذیل کتاب میں بھی نقل کی گئی ہے: متقی ہندی ؛ کنز العمال ج۹،ص۱۹۱۔

[2] محترم قارئین! حدیث کا یہ جملہ کہ" ان کے بروں سے دور رہو" یہ انصار سے مربوط ہے ، ا ہل بیت[ع] سے نہیں، کیونکہ اہل بیت رسول ؐکے درمیان برے افراد کا پایا جانا محال ہے ، یا پھر اہل بیت ؑ کے معنی میں وسعت دی جائے یعنی اہل بیت میں وہ تمام لوگ شریک ہوں جو رسول کے کسی نہ کسی طرح رشتہ دار ہوں ، اس صورت میں اس جملہ کا مفہوم صحیح ہوجائیگا ، لیکن یہ توجیہ اور تاویل صحیح نہیں ہے ، کیونکہ رسو ل کے اہل بیت میں شیعوں کے یہاں متفقہ طور پر اور اہل سنت کی اکثریت اس بات کی قائل ہے کہ اہل بیت میں صرف اور صرف فاطمہ الزہرا ؑ اور بقیہ ائمہ معصومین[ع] ہیں . مترجم .

[3] مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی نقل کی گئی ہے: متقی ہندی ؛ کنز العمال ج۹،ص۱۹۱۔الصواعق المحرقۃ ص ۲۲۵۔ الفصول المہمۃ ص ۲۷۔

[4] ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسی بن مہران اصفہانی ؛ آپ کی پیدائش ۳۳۶ ہجری ھ میں ہوئی ، اور ۴۳۰ ہجری ھ میں وفات ہوئی ، آپ کے بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں ملاحظہ کریں : تذکرۃ الحفاظ ج۳،ص۱۰۹۲،۱۰۹۸۔ البدایہ والنہایہ ج۱۲،ص ۴۵۔ طبقات سبکی ج۴،ص ۱۸۔ میزان الاعتدال ج۱، ص۱۱۱۔ لسان المیزان ج۱۱،ص ۲۵۱۔ وفیات الاعیان ج۳ ، ۵۲

[5] عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس قرشی ؛ آپ ہجرت سے ۳۷ سال قبل شہر مکہ میں پیدا ہوئے ، اور بعثت کے کچھ سال کے بعد ہی اسلام قبول کیا ، اور ۳۲ ہجری ھ میں خلیفہ دوم حضرت عمر کے قتل کے بعد شوری کے ذریعہ جس کے افراد خلیفۂ دوم نے معین کئے تھے ، تخت خلافت پرجائے گزیں ہوئے ، آپ کی حکومت ان تمام فتوحات اور ثروت سے مالا مال اور سرشار تھی جو حضرت عمر کے زمانہ میں حاصل ہوئے تھے ،ان کے دور میں بہت سے شہر فتح ہو کر اسلامی مملکت کے جز بنے ، بہر حال عثمان کی سب سے بڑی خدمت یہ تھی کہ آپ نے قرآن جمع کیا ، آپ کی حکومت میں بنی امیہ نے اسلامی حکومت پر غلبہ حاصل کر لیا جس کی بنا پر نظام حکومت درہم برہم ہونا شروع ہوا ، اور ہر طرف فساد برپا ہونے لگا ، عام لوگ یہ دیکھ کر حضرت عثمان سے ناراض ہوگئے ، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ ۳۵ ہجری ھ میں قتل کردئے گئے ، اور آپ کے دور حکومت کا خاتمہ ہوا ، آپ کے بقیہ حالات زندگی

ترپنویں حدیث :

قیامت میں اولاد عبد المطلب پر نیکی کا بدلہ رسولؐ دیں گے اخرج الخطیب ،عن عثمان بن عفانؓ ؛ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :

(من صنع صنیعۃ الی احد من خلف عبد المطلب فی الدنیا فعلیّ مکافأتہ اذا لقینی) خطیب بغدادی نے عثمان بن عفان سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے فرمایا : جس نے عبد المطلب کی اولاد میں سے کسی ایک کے ساتھ اس دنیا میں کوئی نیکی کی ہے(اور وہ اس دنیا میں اس کا بدلہ ادا نہ کرسکا)تو روز قیامت جب وہ مجھ سے ملاقات کرے گا تو،اس کا بدلہ میرے اوپر واجب ہے[2]۔ اسناد و مدارک کی تحقیق:

چونویں حدیث :

اہل بیت پر کئے گئے احسان کا بدلہ قیامت میں رسول خداؐ دیں گے اخرج ابن عساکر ،عن علیؑ ؛ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :

(من صنع الی احد من اہل بیتی یداً کافأتہ یوم القیامۃ)

ابن عساکر نے علیؑ سے نقل کیا ہے کہ رسولؐ نے فرمایا: جو میرے اہل بیت میں سے کسی ایک کے ساتھ کوئی نیکی کرے گا میں روز قیامت اس کا بدلہ ادا کروں گا[3]۔

درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ کریں :
تذکرۃ الحفاظ ج۱،ص۸،۱۰۔الاصابۃ ج۴،ص ۲۷۱، ۲۶۹۔

[1] مذکورہ حدیث حسب ذیل کتاب میں بھی نقل کی گئی ہے: کنز العمال ج ۶، ص ۲۰۳۔ ذخائر العقبی ص ۱۹۔الصواعق المحرقۃ ص ۱۱۱۔ فیض القدیر ج۶، ص ۱۷۲۔

[2] مذکورہ حدیث حسب ذیل کتاب میں بھی نقل کی گئی ہے: کنز العمال ج ۶، ص۲۱۶۔الصواعق المحرقۃ ص۱۸۵۔ینابیع المودۃ ص ۳۷۰.

[3] مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی نقل کی گئی ہے: الصواعق المحرقۃ ص ۱۸۵۔ فیض القدیر ج۶، ص ۱۷۲۔ ذخائر العقبی ص ۱۹۔متقی ہندی ؛ کنزالعمال ج۶،ص۲۱۶۔

پچپنویں حدیث :

اہل بیتؑ سے تمسک ذریعۂ نجات ہے اخرج الباوردی عن ابی سعیدؓ ؛قال: قال رسول اللہ ﷺ : (انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا ،کتاب اللہ سبب طرفہ بید اللہ، وطرفہ بایدیکم ، وعترتی اہل بیتی ، وانہما لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض)

باوردی[1] نے ابو سعید خدری سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام ﷺ نے فرمایا : تمھارے درمیان دو ایسی چیزیں چھوڑ رہا ہوں کہ ان سے اگر تم نے تمسک کیا تو تم کبھی گمراہ نہ ہوگے :وہ کتاب خدا ہے کہ جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور اس کا دوسرا سرا تمھارے ہاتھ میں ہے، اور دوسری میری عترت ہے جو میرے اہل بیت ہیں ،اور یہ دونوں چیزیں کبھی بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گی یہاں تک کہ یہ دونوں باہم حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گی[2]۔اسناد و مدارک کی تحقیق:

چھپنویں حدیث:

کتاب خدا اور اہل بیت رسولؐ نجات امت کا وسیلہ ہیںاخرج احمد والطبرانی، عن زید بن ثابتؓ ؛قال: قال رسول اللہ ﷺ : (انی تارک فیکم خلیفتین، کتاب اللہ حبل ممدود ما بین السماء والارض، وعترتی اہل بیتی، وانہما لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض) احمد اور طبرانی نے زید بن ثابت سے نقل کیا ہے:

---

[1] ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن عقیل باوردی ؛ آپ اصفہان کے رہنے والے تھے ، اور ابو بکر احمد بن سلمان نجار بغدادی سے حدیث نقل کرتے تھے . دیکھئے : سمعانی ؛ الانساب ج ۲،ص ۶۵۔

[2] مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی نقل کی گئی ہے: حلیۃ الاولیاء ج۱،ص ۳۵۵۔ تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۱۷ ، ۶۶۔مجمع الزوائد ج ۱۰، ص ۳۶۳۔ متقی ہندی ؛کنزالعمال ج۶،ص۲۱۶۔ ج۷، ص ۲۲۵۔متقی ہندی نے اس حدیث کو اس طرح نقل کیا ہے : (یا ایہا الناس ! انی تارک فیکم ما اخذتم بہ لن تضلوا بعدی ؛ امرین احدہما اکبر من الآخر ، کتاب اللہ حبل ممدود ما بین السماء والارض ، وعترتی اہل بیتی ، وانہما لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض)رسول اسلام ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! تمھارے درمیان دو ایسی چیزیں چھوڑ رہا ہوں کہ ان سے اگر تم نے تمسک کیا تو تم گمراہ نہ ہوگے : ان میں سے ایک امر دوسرے سے اکبر ہے اوروہ کتاب خدا ہے کہ جو رسی کی مانند زمین و آسمان کے درمین کھینچی ہوئی ہے،(یعنی جس کا ایک سرا آسمان تک پہنچا ہوا ہے جو خدا کے ہاتھ میں ہے اور اس کا دوسرا سرا زمین تک پہونچا ہوا ہے جو تمہارے ہاتھ میں ہے) اور دوسرے میری عترت ہے جو میرے اہل بیت ہیں ،اوریہ دونوں چیزیں کبھی بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گی،یہاں تک کہ یہ دونوں باہم حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گی.

کہ رسول اسلام ﷺ نے فرمایا: تمھارے درمیان دو خلیفہ (جانشین) چھوڑ رہا ہوں، ایک کتاب خدا ہے جو آسمان اور زمین کے درمیان (رسی کی مانند) کھینچی ہوئی ہے (یعنی خدا کی کتاب رسی کی مانند ہے کہ جس کا ایک سرا آسمان میں ہے جو خدا کے ہاتھ میں ہے، اور دوسرا سرا زمین میں ہے جو تمھارے ہاتھ میں ہے) اور دوسرے میری عترت ہے جو میرے اہل بیت ہیں ،اور یہ دونوں چیزیں کبھی بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگی،یہاں تک کہ یہ دونوں باہم حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گی[1]۔

ستاونویں حدیث :

چھ قسم کے لوگوں پر خدا اور اس کے رسولؐ نے لعنت کی ہے اخرج الترمذی و الحاکم ،والبیہقی فی ''شعب الایمان'' عن عائشہؓ ؛ مرفوعاً: قال رسول اللہ ﷺ : (ستہ لعنتہم ولعنہم اللہ و کل نبی مجاب : الزائد فی کتاب للہ ، والمکذب بقدر اللہ ،والمتسلط بالجبروت، فیعز بذالک من اذل اللہ ،ویذل من اعز اللہ ، والمستحل لحرام اللہ،والمستحل من عترتی ما حرم اللہ ،والتارک لسنتی)

ترمذی، حاکم اور بیہقی (کتاب شعب الایمان میں مرفوع سند کے ساتھ) نے عائشہؓ[2] (۲) سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے فرمایا : چھ قسم کے لوگ ایسے ہیں جن پر میں نے، خدا نے اور ہر مستجاب الدعوات نبی نے لعنت کی ہے، اور وہ یہ لوگ ہیں:

۱۔ جو خدا کی کتاب میں زیادتی کرے ۔

۲۔ جو قضاء و قدر الٰہی کو جھٹلائے ۔

---

[1] مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی نقل کی گئی ہے: کنزالعمال ج۱،ص۴۴ ۔ا لمسند ج۵، ۱۸۱۔ ہیثمی ؛ مجمع الزوائد ج۹، ص ۱۶۳ہیثمی کہتے ہیں: اس حدیث کو احمد بن حنبل نے خوب اور جید سند کے سا تھ نقل کیا ہے. ابن حجر ؛ الصواعق المحرقۃ ص ۱۳۶۔ابن حجر کہتے ہیں : اس حدیث کو بیس سے زیادہ صحابیوں نے نقل کیا ہے.

[2] ام المومنین حضرت عائشہ زوجۂ رسو ل بنت ابی بکر بن ابی قحافہ ؛ آپ ہجرت کے دس سال قبل دنیا میںآئیں ، اور جنگ بدر کے بعد آپ کی شادی رسو ل خدا سے ہوئی ، اور ۳۵ ہـ میں طلحہ اور زبیر کے ورغلانے پر ان کے ساتھ حضرت علی ـ کے مقابلہ میں جنگ جمل میں تشریف لائیں ! ام المومنین عائشہ سے محدثین نے تقریباً ۲۲۱۰ حدیثیں نقل کی ہیں ، آپ کی وفات ۵۵ ،سال کی عمر میں ۷۵ ہـ کو ہوئی ،اور ابو ہریرہ نے آپ پر نماز جنازہ پڑھی ، بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ کریں : الاصابۃ ج۸،ص ۱۴۱۔ تذکرۃ الحفاظ ج۱،ص۲۷،۲۹۔

۳۔ جو حکومت پر جبراً قبضہ کرکے اس کے ذریعہ ان لوگوں کو کہ جن کو خدا نے ذلیل قرار دیا ہے عزت دے ، اور ان کو ذلیل کرے نھیں خدا نے عزت بخشی ہے۔

۴۔ جو خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال سمجھے ۔

۵۔ جو میری عترت کی اس عزت و حرمت کو (برباد کرنا) حلال سمجھے جو انھیں خدا نے عطا کی ہے۔

٦۔ جو میری سنت کو ترک کرے [1]۔اسناد و مدارک کی تحقیق:

اٹھاونویں حدیث :

چھ قسم کے لوگ خدا و رسولؐ کی نظر میں ملعون ہیں اخرج الدیلمی فی الافراد ،والخطیب فی المتفق، عن علیؑ ؛قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : (ستۃ لعنھم اللہ،ولعنتھم، وکل نبی مجاب : الزائد فی کتاب للہ، والمکذب بقدر اللہ، والراغب عن سنتی الی بدعۃ،والمستحل من عترتی ما حرّم اللہ، والمتسلط علی امتی بالجبروت، لیعز من اذل اللہ، ویذل من اعز اللہ، والمرتد اعرابیاً بعد ہجرتہ)

.دار قطنی [2] نے کتاب '' الافراد ''میں اور خطیب بغدادی نے کتاب '' المتفق '' میں حضرت علی ۔ سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چھ قسم کے لوگ ایسے ہیں جن پر میں نے، خدا نے اور ہر مستجاب الدعوات نبی نے لعنت کی ہے، اور وہ یہ لوگ ہیں :

[1] مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی نقل کی گئی ہے: ینابیع المودۃ ص ۲۷۷ ۔کنز العمال ج۸، ص۱۹۱۔ خطیب تبریزی ؛ مشکاۃ المصابیح ص۵۷۳۔الجامع الصحیح (ترمذی شریف)ج۱،ص ۳۸۔حاکم؛ مستدرک الصحیحین ج۱،ص ۳۶۔ حاکم اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں : اس حدیث کے تمام اسناد صحیح ہیں ،میں تو اس کے راویوں کوکہیں سے ضعیف نہیں پاتا ہوں ، اگرچہ امام بخاری ور مام مسلم نے اس حدیث کو اپنی کتابوں میں نہیں نقل کیا ہے ! مستدرک میں ایک دوسری جگہ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں :یہ دیث شرط بخاری کے مطابق صحیح ہے .

[2] ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی دار قطنی بغدادی ؛ آپ ۳۶ ۳ھ میں متولد ہوئے ، اور ۳۸۵ ھ میں وفا ت پائی ، آپ کی سب سے اہم کتاب سنن دار قطنی ہے، بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتاب میں ملاحظہ کریں : تذکرۃ الحفاظ ج ۴،ص ۹۹۵، ۹۹۱۔

۱۔ جو خدا کی کتاب میں اضافہ کرے.

۲۔ جو اللہ کی قضاء وقدر کو جھٹلائے.

۳۔ جو میری سنت کو ترک کرکے بدعت کے روبراہ ہوجائے۔

۴۔ جو میرے اہل بیت کے بارے میں ان امور کو حلال سمجھے جنھیں خدا نے حرام قرار دیا ہے ۔

۵۔ جو میری امت پر قہر وغلبہ کے ذریعہ اس لئے مسلط ہو جائے کہ جن لوگوں کو خدا نے ذلیل قرار دیا ہے انھیں عزت دے ،اور ان کو ذلیل کرے جنھیں خدا نے عزت بخشی ہے۔

۶۔ وہ اعرابی (لوگ)جوخدا و رسول کی طرف ہجرت کرنے کے بعد دوبارہ دور جاہلیت کی طرف پلٹ جائیں[1] ۔

اٹھویں حدیث:

تین چیزیں ایسی ہیں جن سے دین و دنیا سنورتے ہیں اخرج الحاکم فی تاریخہ ،والدیلمی، عن ابی سعیدؓ ؛ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :

(ثلاث من حفظھن حفظہ اللہ لہ دینہ و دنیاہ ،ومن ضیعھن لم یحفظ اللہ لہ شیءا، حرمۃ الاسلام ،وحرمتی ،وحرمۃ رحمی)

حاکم (اپنی تاریخ میں) اور دیلمی نے ابو سعید خدری سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر انسان ان کی حفاظت کرے تو خدا اس کے دین ودنیا کو محفوظ رکھتا ہے، اور جو شخص ان کی حفاظت کے بجائے ان کو ضائع کردے، خدا اس کے لئے کسی چیز کی حفاظت نہیں کرے گا ،اور وہ تین چیزیں یہ ہیں:

۱۔اسلام کا احترام

[1] مذکورہ حدیث حسب ذیل کتاب میں بھی نقل کی گئی ہے: القول الفصل حضرمی؛ ج۱،ص ۴۶۶۔ متقی ہندی ؛ کنزالعمال ج۱۶،ص۳۴۱۔

۲۔ میرا احترام

۳۔ میرے اہل بیت کا احترام!

ساٹھویں حدیث :

ساری دنیا میں سب سے بہتر بنی ہاشم ہیں اخرج الدیلمی ،عن علیؑ ؛قال: قال رسول اللہ ﷺ : (خیر الناس العرب ، وخیر العرب القریش، وخیر قریش بنو ہاشم)

دیلمی نے حضرت علی ـ سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلامؐ نے فرمایا : تمام انسانوں میں سب سے بہتر انسان عرب ہیں،[2] اور عرب میں سب سے بہتر قریش ہیں،اور قریش میں سب سے بہتر بنی ہاشم ہیں [3](ھٰذا آخرہ والحمد للہ وحدہ) اسناد و مدارک کی تحقیق:

---

[1] مذکورہ حدیث حسب ذیل کتاب میں بھی نقل کی گئی ہے: مجمع الزوائد ج ۹، ص ۶۸۔الصواعق المحرقۃ ص۹۰۔

[2] جیسا کہ ہم نے گزشتہ بحوث میں کہا کہ اس طرح کی تمام حدیثیں جو قو م پرستی اور ذات پات کی برتری پر مشتمل ہوں وہ محل اشکال ہیں ،کیونکہ قرآن اور حدیث کی رو سے تقوی اور پرہیز گاری کی بنا پر برتری ہوتی ہے ۔ مترجم.

[3] مذکورہ حدیث دیلمی کی کتاب کے علاوہ حسب ذیل کتابوں میں بھی نقل کی گئی ہے: کنزالعمال ج۱۶،ص۳۴۱۔الانساب ج ۱،ص ۱۵۔ دیلمی ؛جنت الفردوس ص ۵۷۔البتہ مذکورہ حدیث کو دیلمی نے اپنی کتاب میں ایک دوسری جگہ اس طرح بھی نقل کیا ہے : ((خیر الناس العرب ،وخیر العرب القریش ،وخیر قریش بنو ہاشم ،وخیر العجم فارس وخیر السودان النوبۃ وخیرالصبغ العصفروخیر الخضاب الحناوالکتم وخیر المال العقر))رسول اسلامؐ نے فرمایا : تمام انسانوں میں سب سے بہتر عرب ہیں ، اور عرب میں سب سے بہتر قریش ہیں ، اور قریش میں سب سے بہتر بنی ہاشم ہیں ، اور عجمیوں میں سب سے بہتر فارس ہیں ، اور سیاہ فام لوگوں میں سب سے بہتر مقام نوبہ کے سیاہ فام ہیں ، اور رنگوں میں سب سے بہتر رنگ زرد ہے ، اور خضاب میں سب سے بہتر خضاب حنا اوروسمہ کا ہے ، اور مال میں سب سے بہتر مال نقد ہے .محترم قارئین ! اس حدیث کے مضمون کا مطالعہ کرنے بعد کیا کسی طرح کا اس میں شک وشبہ باقی رہ جاتا ہے کہ یہ حدیث جعلی اور گڑھی ہو ئی نہیں ہے؟ ! میں تو نہیں سمجھتا کہ کوئی بھی عاقل مسلمان اس حدیث کو صحیح سمجھتا ہوگا . مترجم.

آغاز ترجمہ : ۱۰ ،ذی الحجہ بروز جمعہ ۴۱۲۵ ؁ ھ . اختتام ترجمہ : ۱۸ ، ذی الحجہ بروز شنبہ ۱۴۲۵ ؁ ھ مطابق ۲۹ ، جنوری ۲۰۰۵ ؁ ء ۳۱۸۳ ش ھ .تکمیل و تنظیم ۸، محرم الحرام ۱۴۲۶ ؁ ھ .

کتاب کے مدارک و مآخذ

منہج النقد ------------------------- نور الدین عتر

علوم الحدیث و مصطلحہ ------------------- دکتر صبحی الصالح

نہایۃ الدرایۃ: ------------------------ سید حسن الصدر الکاظمی

مقباس الہدایۃ فی علم الدرایۃ ------------ شیخ عبد اللہ مامقانی

تاریخ البخاری ------------------------- امام بخاری

مختصر تاریخ دمشق --------------------- ابن منظور

تہذیب التہذیب ----------------------- ابن حجر عسقلانی

تذکرۃ الحفا* -------------------------- ذہبی

طبقات ابن سعد ----------------------- ابن سعد

الجرح والتعدیل ----------------------- ابن ابی حاتم رازی

تفسیر درمنثور ------------------------ جلال الدین سیوطی

شواہد التنزیل ------------------------ حسکانی

مستدرک الصحیحین -------------------- حاکم

صواعق محرقة۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ابن حجر

ذخائر العقبی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ محب الدین طبری

الطبقات الشافعیۃ الکبری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تاج الدین سبکی عبد الوہاب بن علی

الاعلام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ زرکلی

شذرات الذہب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ابن عماد حنبلی

فوات الوفیات۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ محمد ابن شاکر کتبی دارانی دمشقی

طبقات الحنابلۃ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ قاضی ابی الحسن محمد بن ابی یعلی

لسان المیزان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ابن حجر عسقلانی

مرآۃ الجنان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یافعی

اخبار اصفہان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ابی نعیم

المنتظم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ابن جوزی

میزان الاعتدال۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شمس الدین ذہبی

النجوم الزاہرۃ فی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ابی الحسن جمال الدین اتابکی مشہور بہ ابن تغری بردی

وفیات الاعیان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ابن خلکان

الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابن حجر عسقلانی

جوامع السیرۃ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابن حزم

العقد الثمین فی اثبات وصایۃ امیر المومنین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شوکانی

نکت الهمیان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔خلیل صفدی

حلیۃ الاولیاء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حافظ ابونعیم اصفہانی

الاستیعاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابن عبد البر نمری قرطبی

اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابن اثیر جزری

کتاب اعیان الشیعہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سید محسن امین عاملی

معجم الکبیر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔طبرانی

مجمع الزوائد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابن حجر ہیثمی

الفصول المہمۃ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابن صباغ مالکی

الجامع لاحکام القرآن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔قرطبی

تفسیر کشاف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔امام جاراللہ محمود بن عمر زمخشری

اسعاف الراغبین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابن صبان

ارشاد العقل السلیم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مسند امام احمد بن حنبل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔احمد بن حنبل

تفسیر طبری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابی جعفر محمد بن جریر طبری

تفسیر ابن کثیر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابن کثیر

نزل الابرار بما صح من مناقب اہل البیت الاطہار۔۔۔۔۔۔۔محمد بدخشی حارثی

ینابیع المودۃ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلیمان ابن قندوزی

بالغدیر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔علامہ امینی

فضائل الخمسہ من الصحاح الستۃ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سید فیروز آبادی

اعلام المحدثین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عبد الماجد غوری

الجامع الصحیح (ترمذی شریف)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ترمذی

کنز العمال۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔علاء الدین متقی ہندی

مشکاۃ المصابیح۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔خطیب تبریزی

تاریخ بغداد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔خطیب بغدادی

بستان المحدثین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عبد العزیز بن احمد بن دھلوی

اکلیل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابن عدی

القول الفصل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حضرمی

عین المیزان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

فتح البیان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔صدیق حسن خان کنوجی

صحیح مسلم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔امام محمد مسلم

فتح الباری فی شرح صحیح البخاری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابن حجر عسقلانی

سنن بیہقی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بیہقی

سنن دارمی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دارمی

العقد الفرید۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابن عبد ربہ اندلسی

معجم البلدان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یاقوت حموی

مسند ابویعلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (قلمی نسخہ، ظاہریہ لائبریری دمشق (

طبقات ابن سعد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابن سعد

منتخب کنز العمال۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ متقی ہندی

جامع الاصول فی احادیث الرسول۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ابن اثیر جزری

صحیح بخاری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔امام بخاری

کتاب السیرۃ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ملاقاری

مسند الفردوس۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(قلمی نسخہ لالہ لی لائبریری)دیلمی

اللباب فی تہذیب الانساب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابن اثیر جزری

کنوز الحقائق۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مناوی

الظمان الی زوائد ابن حبان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہیثمی

الخصائص الکبری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سیوطی

فی رحاب ائمۃ اہل البیت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شعب الایمان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بیہقی

الشرف المؤبد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نبہانی بیروتی

فہرست ندیم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ندیم

معجم المؤلفین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمر رضا کحالہ

زوائد مسند بزار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بکر احمد بن عمر بزار

مرقاۃ المصابیح۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نهضت ترجمه
Translation Movement

لمعجم الصغیر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔طبرانی

المعجم الاوسط۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔طبرانی

جواہر العقدین (قلمی نسخہ، ظاہریہ کتاب خانہ دمشق)۔۔۔۔۔سمہودی

صفوۃ الصفوۃ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابن الجوزی

تاریخ طبری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابی جعفر محمد بن جریر طبری

مقتل الخوارزمی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔خوارزمی

التدوین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔رافعی

الانساب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سمعانی

فیض القدیر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عبد الرؤوف مناوی

غایۃ النہایۃ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔د بن محمد ابن جزری

الدرۃ الیتیمۃ فی بعض فضائل السیدۃ العظیمۃ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

الافراد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دار قطنی

المتفق۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔خطیب بغدادی

کفایۃ الطالب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔گنجی شافعی

الفتاوی الحدیثیة.-----------------بن حجر ہیثمی

الفتح الکبیر-------------------نبہانی

البدایة والنہایة...-----------------ابن کثیر دمشقی

جنت الفردوس.-----------------دیلمی

تاریخ مدینة دمشق.------------------ابن عساکر

مشکل الآثار...------------------امام ابی جعفر طحاوی

الریاض النضرة ---------------محب الدین طبری

مصابیح السنة...----------------بغوی

المواہب اللدنیة.--------------احمد قسطلانی

رجال قیسرانی.------------------قیسرانی

نهضت ترجمه
Translation Movement